سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

جمعتہ المبارک،2۔جنوری2015
(یوم الجمع،10۔ربیع الاوّل1436ھ)

سولھویں اسمبلی: گیارھواں اجلاس

جلد11: شمارہ 15

1051

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ2۔جنوری2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات خزانہ،اطلاعات وثقافت اور بہبود آبادی)

نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

گنے کے کاشتکاروں کے مسائل پر عام بحث

ایک وزیر گنے کے کاشتکاروں کے مسائل پر عام بحث کے لئے ایوان میں تحریک پیش کریں گے۔

1053

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا گیارھواں اجلاس

جمعتہ المبارک،2۔جنوری 2015

(یوم الجمع،10۔ربیع الاوّل 1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9بج کر 50منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ﴿۴۵﴾ وَّ
دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیۡرًا ﴿۴۶﴾ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ
بِاَنَّ لَہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ فَضۡلًا کَبِیۡرًا ﴿۴۷﴾ وَ لَا تُطِعِ الۡکٰفِرِیۡنَ وَ
الۡمُنٰفِقِیۡنَ وَ دَعۡ اَذٰىہُمۡ وَ تَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیۡلًا ﴿۴۸﴾

سورة الأحزاب آيات 45 تا 48

اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے(45)اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن (46)اور مومنوں کو خوشخبری سنادو کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے (47)اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ ماننا اور نہ ان کے تکلیف دینے پر نظر کرنا اور اللہ پر بھروسہ رکھنا۔اور اللہ ہی کارساز کافی ہے (48)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

آمد مُصطفےٰ مرحبا مرحبا
آ گئے مُصطفےٰ مرحبا مرحبا
آپ کے آنے سے ہے بہار آ گئی
ہر کلی نے کہا مرحبا مرحبا
آمنہؓ تیری عظمت پہ قربان میں
نُور تُم کو ملا مرحبا مرحبا
گود میں لے کر حلیمہؓ نے سرکار کو
مُسکرا کر کہا مرحبا مرحبا
جن کے آنے سے دونوں جہاں سج گئے
اُن پر تَن من فدا مرحبا مرحبا

تعزیت

سانحہ انار کلی لاہور میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے تو میں آپ تمام معزز ممبران کو اس دعا کے ساتھ نئے سال کی مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک پاکستان کو امن کا گہوارہ بنا دے اور ہمارے ملک کو ترقی اور خوشحالی عطا فرمائے۔ اس کے بعد میں مولانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہمارے 13 بھائی جو سانحہ انار کلی لاہور میں شہید ہوئے ہیں اور رینجرز کے دو جوان شہید ہوئے ہیں اُن کے لئے دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ جات خزانہ، اطلاعات وثقافت اور بہبود آبادی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات خزانہ، اطلاعات وثقافت اور بہبود آبادی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ اس سے پیشتر کہ میں محکمہ بہبود آبادی کی طرف بڑھوں تو محترمہ ذکیہ شاہنواز صاحبہ وزیر بہبود آبادی کی طرف سے request آئی ہے کہ ان کی طبیعت ناساز ہے جس کی وجہ سے آج وہ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گی اس لئے محکمہ بہبود آبادی کے سوالات کو pending کیا جاتا ہے۔ پہلا سوال نمبر 2445 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3450 محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اور ان کی کوئی intimation بھی نہیں ہے لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال نمبر 740 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی: تاریخی عمارات وثقافت کے فروغ کے لئے
اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*740: محترمہ شمیلہ اسلم: کیاوزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ ثقافت کی کون کون سی تاریخی عمارات اور ادارے موجود ہیں؟

(ب) مذکورہ ضلع میں حکومت پنجاب ثقافت کے فروغ کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ج) ضلع وہاڑی میں محکمہ ثقافت نے 13-2012 کے دوران ثقافتی سرگرمیوں کے فروغ کے لئے کتنی رقم مختص کی اور اسے کن مقاصد کے لئے کہاں کہاں خرچ کیا گیا؟

(د) ضلع وہاڑی میں محکمہ کی آمدنی کے ذرائع کیا ہیں، 13-2012 میں پچھلے سالوں کی نسبت آمدنی کی شرح کیا تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ ثقافت / پنجاب آرٹس کونسل کی کوئی تاریخی عمارت یا ادارہ موجود نہ ہے۔

(ب) پنجاب کونسل آف دی آرٹس ایکٹ 1975 کی شق نمبر (10)بی کے تحت ڈویژنل اور ڈسٹرکٹ دفاتر کھولنا کونسل کے مقاصد میں سے ایک ہے اس ضمن میں پنجاب کی تمام ڈویژنوں میں دفاتر قائم کئے جا چکے ہیں۔ اگر حکومت فنڈز مہیا کرے ضلعی سطح پر بھی دفاتر قائم کرنا ہمارے منشور میں ہے۔

(ج) ضلع وہاڑی میں محکمہ ثقافت / پنجاب آرٹس کا کوئی دفتر نہ ہے لہذا ثقافتی سرگرمیوں کے لئے رقم مختص کرنے کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا۔

(د) ضلع وہاڑی میں محکمہ ثقافت / پنجاب آرٹس کا کوئی دفتر / ادارہ نہ ہے اور نہ ہی آمدنی کے کوئی ذرائع ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں لیکن میرا ایک چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔ جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ محکمہ ثقافت نے پنجاب کے تمام ڈویژنوں میں اپنے دفاتر قائم کئے ہیں۔ میرا

سوال یہ ہے کہ جو divisional level پر دفاتر قائم ہیں وہ ضلعی level پر ہونے والی سرگرمیوں کو کس طرح handle کرتے ہیں اور وہاں کے لوگوں کو کس طرح accommodate کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ جو میری بہن نے کہا وہ بڑا valid point ہے۔ پنجاب کونسل آف دی آرٹس ایکٹ 1975 کی شق نمبر (10) بی کے تحت ڈویژنل اور ڈسٹرکٹ دفاتر کھولنا کونسل کے مقاصد میں سے ایک ہے لیکن as such ہمارے ڈویژنل level پر setup موجود ہیں اور ملتان کا جو علاقہ ہے وہاں اس range کے لوگ participate کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ لوگوں نے پرائیویٹ آرٹ کونسلیں بنائی ہوئی ہیں۔ جیسے یوتھ فیسٹیول میں ملتان کے وہاڑی کے علاوہ دیگر اضلاع سے بھی نوجوانوں، بچوں اور طالبعلموں نے participate کیا تھا۔ ہمارا انشاء اللہ پروگرام ہے کہ اب ہم نے ڈویژنل level سے ڈسٹرکٹ level پر جانا ہے۔ جیسے ہی حکومت پنجاب ہمیں فنڈز فراہم کرے گی تو ہم ڈسٹرکٹ level پر بھی لوگوں کو ہر طریقے سے facilitate کرنا چاہیں گے۔

جناب سپیکر: اس سوال کا جواب آ گیا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال نمبر 1521 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ نگہت شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب بنک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ارکان کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1521: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب بنک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ارکان کی تعداد کیا ہے، ان کے ناموں سے آگاہ کریں اور ان کو کون کون سی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں؟

(ب) موجودہ بورڈ آف ڈائریکٹرز نے بنک کی ترقی اور منافع کو بڑھانے کے کون کون سے اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بنک آف پنجاب کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے تمام ارکان گورنمنٹ ریٹائرڈ آفیسرز ہیں؟

(د) بورڈ آف ڈائریکٹرز کو بنک کی طرف سے کتنی گاڑیاں فراہم کی گئی ہیں اور ان کی مرمت و پٹرول پر 13-2012 کے دوران کتنے اخراجات آئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین):

(الف) دی بنک آف پنجاب کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ارکان کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

1)جناب غفور مرزا	چیئرمین/ڈائریکٹر
2)جناب نعیم الدین	صدر
3)جناب جاوید اسلم	ڈائریکٹر
4)جناب محمد جہانزیب خان	ڈائریکٹر
5)جناب طارق محمود پاشا	ڈائریکٹر
6)جناب خواجہ فاروق سعید	ڈائریکٹر
7)جناب سعید انور	ڈائریکٹر
8)جناب ڈاکٹر عمر سیف	ڈائریکٹر
9)سید مراتب علی	ڈائریکٹر

بنک آف پنجاب کے بورڈ آف ڈائریکٹرز بشمول چیئرمین اور بنک کے صدر کے ارکان کی تعداد گیارہ ہے۔ بنک کے بائی لاز نمبر A-19 کے تحت بنک کے صدر کے علاوہ ڈائریکٹرز کو فی میٹنگ -/25,000 روپے بطور فیس ادا کئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں لاہور سے باہر رہائش رکھنے والے ڈائریکٹرز کو میٹنگ میں حاضر ہونے کے لئے سفری سہولیات اور رہائش فراہم کی جاتی ہے۔

جناب غفور مرزا	چیئرمین دی بنک آف پنجاب ہیڈ آفس لاہور کی سہولیات کی تفصیلات
سفری سہولیات	دو عدد گاڑیاں مع ڈرائیور اور استعمال شدہ پٹرول کی اصل رقم کی ادائیگی
طبی سہولیات	ذاتی، زوجہ اور زیر کفالت بچوں کے لئے ہر قسم کی طبی سہولیات، آپریشن، تشخیص برائے امراض، مشورہ معالجین خاص کی سہولتیں حاصل ہیں۔
یوٹیلٹی بلز	پانی، بجلی، گیس اور ٹیلیفون کے ماہانہ بلوں کی اصل رقوم کی ادائیگی
خاطر تواضع الاؤنس	20ہزار روپے ماہانہ
بونس	بنک/بورڈ کے فیصلے کے مطابق
چوکیدار	بنک کی طرف سے ایک گن مین یا 9ہزار روپے کی ادائیگی
گھریلو ملازم	ذاتی ملازم کی حیثیت سے ایک ملازم کی تنخواہ کے لئے 9ہزار روپے کی ادائیگی
موبائل فون	زیادہ سے زیادہ تین ہزار روپے تک ماہانہ کی ادائیگی
ٹیلیفون	زیادہ سے زیادہ تین ہزار روپے تک ماہانہ کی ادائیگی
رہائشی سہولت	بنک کی طرف سے فرنشڈ گھر یا ماہانہ ایک لاکھ روپے کی ادائیگی
لائف انشورنس	دس لاکھ روپے
کلب رکنیت	پنجاب کلب کی ماہانہ فیس کی ادائیگی (موجودہ چیئرمین نے ابھی تک اس سہولت سے فائدہ نہیں اٹھایا)

دیگر کوئی ایسی سہولت جو چیئرمین کی حیثیت سے بنک کی جانب سے دستیاب ہو۔

جناب نعیم الدین خان صدر دی بنک آف پنجاب کی سہولیات کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

سفری سہولیات	دو عدد گاڑیاں مع ڈرائیور (بنک قوانین کے مطابق)(بنک قوانین کے مطابق گاڑیوں کی مرمت وتبدیلی پرزہ جات پر اٹھنے والے اخراجات کا اصل خرچ)، (بنک قوانین کے مطابق استعمال شدہ پٹرول کی اصل رقم کی ادائیگی) زیر استعمال گاڑیوں کی خریداری بنک قوانین کے مطابق
بنک کے مقاصد کے لئے سفر اور رہائش	اندرون ملک (بزنس کلاس) ہوائی ٹکٹ کا اصل خرچ فائیو سٹار ہوٹل (قیام وطعام)، رہائش کا اصل کرایہ قیام وطعام الاؤنس-/5000 روپے بیرون ملک-/450 امریکی ڈالر روزانہ بشمول قیام وطعام
طبی سہولیات	اندرون اور بیرون ملک علاج معالجہ کی مکمل سہولیات برائے خود، زوجہ اور زیر کفالت بچے یا میڈیکل انشورنس (بنک بورڈ آف ڈائریکٹرز کے فیصلے کے مطابق)
لائف انشورنس	1000,000 روپے
بونس	بنک قواعد وضوابط کے مطابق ریگولر / کارکردگی کی بنیاد پر
موبائل چارجز	بنک قوانین کے مطابق اصل اخراجات پر ادائیگی
گریجویٹی	ملازمت کا ہر سال مکمل ہونے پر ایک بنیادی تنخواہ
خاطر تواضع الاؤنس	اصل اخراجات کے مطابق
کلب رکنیت	(بنک قوانین کے مطابق دو کلبوں کی رکنیت کی سہولت داخلہ فیس (admission fee) اس میں شامل نہیں۔ اصل ماہانہ subscription کی ادائیگی
گھر کی سجاوٹ	بنک ملازمت کا آغاز کرنے پر پہلی ادائیگی چار لاکھ روپے بعد ازاں ہر تین سال بعد ایک ادائیگی
تفریحی چھٹیوں کی ادائیگی	(LFA) سال میں ایک مرتبہ خود اور زوجہ کے لئے بزنس کلاس ہوائی ٹکٹ (لندن اور واپسی) اور دو ہزار امریکی ڈالر فی دورہ بطور سفری اخراجات
گھریلو ملازم	تین ملازمین کی تنخواہ (12 ہزار روپے ماہانہ فی ملازم) یہ سہولت صرف بنک ملازمت کے دوران حاصل رہے گی۔
گاڑی کا قرضہ	بنک قوانین کے مطابق

(ب) موجودہ بورڈ نے بنک کی ترقی اور منافع کو بڑھانے کے لئے مندرجہ ذیل اہم اقدامات کئے ہیں:

1. بورڈ آف ڈائریکٹرز کی ذیلی کمیٹیوں کی تشکیل نو۔
2. بنک کے نظام اور ڈھانچے میں تبدیلیاں تاکہ بنک کو جدید خطوط پر چلایا جاسکے۔
3. تمام پالیسیوں پر نظر ثانی اور نئی پالیسیوں کی منظوری واجراء۔
4. سٹیٹ بنک اور دیگر سٹیک ہولڈرز کا اعتماد بحال کرنے کے لئے اقدامات۔

(ج) بنک آف پنجاب کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے تمام ارکان گورنمنٹ کے ریٹائرڈ آفیسرز نہیں ہیں۔

(د) بنک کے ڈائریکٹرز صاحبان کو بطور ڈائریکٹرز کوئی گاڑی مہیا نہیں کی جاتی۔ صرف بنک کے چیئرمین اور صدر کو ان کے معاہدہ سروس کے مطابق گاڑیاں فراہم کی جاتی ہیں۔ ان گاڑیوں

پر جولائی 2012 تا جون 2013 کے عرصہ کے دوران مرمت اور پٹرول کی مد میں اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

صدر	دو گاڑیاں
پٹرول	-/695,848 روپے
مرمت	-/259,895 روپے
چیئرمین	دو گاڑیاں
پٹرول	-/590,839 روپے
مرمت	-/147,379 روپے

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ بنک آف پنجاب کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے تمام ارکان گورنمنٹ ریٹائرڈ آفیسرز ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ ریٹائرڈ آفیسرز نہیں ہیں اور انہوں نے ان کے ناموں کی فہرست بھی دی ہوئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر یہ ریٹائرڈ آفیسر نہیں ہیں تو پھر یہ کون لوگ ہیں اور ان کا تعلق کن شعبہ جات سے ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ جواب ٹھیک ہے کہ یہ تمام لوگ سرکاری ملازمین نہیں ہیں لیکن ان میں کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اس ڈیپارٹمنٹ میں بہت نام کمایا ہے۔ گورنمنٹ نے بنیادی طور پر ان کو اس لئے appoint کیا ہے کہ ان کے تجربہ سے فائدہ اٹھایا جا سکے اور یہ بنک بہتر طریقے سے چلایا جا سکے۔ مثال کے طور پر بورڈ آف ڈائریکٹرز میں کچھ ریٹائرڈ لوگ ہیں، ان میں سیکرٹری فنانس بھی ہوتے ہیں اور کچھ لوگ پرائیویٹ اداروں میں سے لئے جاتے ہیں۔ اگر معزز ممبر خصوصی طور پر کسی ایک ممبر کے بارے میں point out کرنا چاہتی ہیں تو بتا دیں انشاء اللہ میں پوچھ کر بتا دوں گا۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میرا پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ کن شعبہ جات سے ان کا تعلق ہے کیا یہ ایجوکیشن یا ہیلتھ سے ہیں یا کس ڈیپارٹمنٹ سے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! وہ تمام banking sector سے ہیں جو اس field میں بہت زیادہ تجربہ رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 4933 جناب محمد ارشد ملک کا ہے۔۔۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: ان کی طرف سے اطلاع آئی ہے اس لئے ہم ان کا ابھی انتظار کر لیتے ہیں۔ اس سوال کو ان کے آنے تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2595 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب سیڑھیوں پر نہ ہوں اس لئے ڈاکٹر صاحب کا بھی تھوڑا سا انتظار کر لیتے ہیں۔ اگر وہ وقت پر آ جائیں تو مجھے یہ سوال لینے میں اعتراض نہیں ہے۔ اگلا سوال نمبر 4937 جناب محمد ارشد ملک کا ہے۔ یہ سوال بھی ان کے آنے تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4579 ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔ یہ سوال بھی سردست pending کیا جاتا ہے۔ باؤ اختر علی صاحب! آپ جناب محمد ارشد ملک کا سوال on his behalf کر لیں اور سوال نمبر بولیں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! سوال نمبر 4933 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تھیٹروں میں پیش کئے جانے والے ڈراموں کے سکرپٹ سے متعلقہ تفصیلات

*4933: جناب محمد ارشد ملک، (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا تھیٹروں میں پیش کئے جانے والے ڈراموں کا سکرپٹ کسی ادارے سے منظور کروایا جاتا ہے اگر ہاں تو کس سے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ساہیوال اور پنجاب کے دیگر شہروں میں ڈراموں میں فحش ڈانس ہوتا ہے اور ذو معنی جملے بولے جاتے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس بارے میں کیا کارروائی کرتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد):

(الف) پنجاب آرٹس کونسل نے ایک ڈرامہ سکرپٹ سکروٹنی ٹیم تشکیل دی ہوئی ہے جو کہ تمام ڈرامہ سکرپٹ کی سکروٹنی کرتی ہے۔ اس میں کافی نامور نقاد موجود ہیں جو یہ فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ ان ممبران کے پاس ڈرامہ سکرپٹ برائے خواندگی بھجوائے جاتے ہیں جس پر وہ

اپنی تحریری رپورٹ بھیجتے ہیں۔ان کی رائے کے مطابق ڈرامہ سٹیج کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ تشکیل کردہ سکرپٹ سکروٹنی کمیٹی برائے لاہور ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

الحمرا آرٹس سنٹر بھی ایک نامور ثقافتی ادارہ ہے۔لاہور آرٹس کونسل میں پیش کئے جانے والے ڈراموں کے سکرپٹ کی سکروٹنی کے لئے نامور مصنف اور ڈرامہ نگاروں پر مشتمل کمیٹی کو سکرپٹ بھجوائے جاتے ہیں،ان کی منظور کردہ رپورٹ کے بعد ڈرامہ سٹیج کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ نیز بیک سٹیج پر دوران ڈرامہ ذمہ دار سٹاف موجود ہوتا ہے تاکہ کسی قسم کی ذومعنی مکالمہ بازی یا فحش ڈانس نہ ہو۔

(ب) ساہیوال اور پنجاب کے دیگر شہروں میں ڈرامہ کی اجازت ہوم ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کی ہدایت بمطابق مراسلہ نمبر 13-2-H-SPL-11/2003 بتاریخ 17۔نومبر 2013 کے تحت منظور شدہ کمیٹی سنسر ریہرسل دیکھنے کے بعد ڈرامے کو سٹیج کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ سنسر ریہرسل کے دوران اگر ڈرامہ میں کوئی نازیبا/ فحش اور ذومعنی جملے محسوس ہوں تو ان کو ختم کر دیا جاتا ہے اور اس کی اجازت نہیں دی جاتی۔ تاہم دوران ڈرامہ فحش ڈانس اور ذومعنی جملے علم میں آئیں تو مروجہ SOP کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ج) دوران ڈرامہ اگر کوئی فحش ڈانس اور ذومعنی جملہ حکومت کی مقرر کردہ مانٹیرنگ / ویجیلنس کمیٹی جو متعلقہ ڈی سی او کے زیر نگرانی کام کرتی ہے، کے علم میں آئے تو وہ اس کی رپورٹ متعلقہ ڈی سی او کرتے ہیں۔ متعلقہ ڈی سی او ہوم ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کی ہدایات کے مطابق ہوم ڈیپارٹمنٹ کو اس فنکار اور تھیٹر کے خلاف مناسب کارروائی کے لئے درخواست بھیجتا ہے اور ہوم ڈیپارٹمنٹ بحیثیت مجاز اتھارٹی کارروائی عمل میں لاتا ہے، جو آرٹسٹ کی پابندی اور تھیٹر کی بندش ہوتی ہے۔ کونسل کی ذمہ داری سکرپٹ سکروٹنی تک محدود ہے۔ لاہور میں ڈرامہ کی اجازت ہوم ڈیپارٹمنٹ جبکہ دوسرے اضلاع میں ڈرامہ کی اجازت کا این او سی متعلقہ ڈی سی او جاری کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں حکومت جو بھی حسب ضابطہ کارروائی کرنے کی ہدایت جاری کرتی ہے، لاہور آرٹس کونسل میں اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ سوال ہے کہ انہوں نے جز (الف) میں کہا ہے کہ ایک سکروٹنی کمیٹی سکرپٹ کی سکروٹنی کر کے اسے پاس کرتی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس سکروٹنی کے باوجود بھی ڈرامہ تھیٹروں میں سکرپٹ سے ہٹ کر اور جو ذومعنی جملے بولے جاتے ہیں اس پر ان تھیٹروں یا ان لوگوں کے خلاف آج تک جو کوئی ایف آئی آر درج کی گئی ہو اور جو کوئی قانونی کارروائی کی گئی ہو کیا اس کا ریکارڈ آپ کی table پر یا ایوان میں دیا جا سکتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! باؤ اختر صاحب کا سوال بڑا valid ہے۔ اس میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری ایک سکرپٹ کمیٹی موجود ہے اور اس میں وہ لوگ ہیں جو بڑے۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! مجھے آپ کی آدھی بات سمجھ آ رہی ہے اور آدھی نہیں آ رہی۔ آپ دوسرے مائیک پر چلے جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری ایک کمیٹی موجود ہے اور اس کمیٹی میں وہ لوگ ہیں۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کی آدھی بات مجھے سمجھ آ رہی ہے اور آدھی سمجھ نہیں آ رہی لہذا آپ دوسرے مائیک پر تشریف لے جائیں کیونکہ اس مائیک میں کوئی گڑبڑ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! کیا آواز نہیں آ رہی؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! صحیح آواز نہیں آ رہی۔ اس مائیک کو چھوڑ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ باؤ اختر علی صاحب کا point بہت valid ہے اس کے لئے ہمارا جو procedure ہے اس کے لئے ہماری سکرپٹ کمیٹی بنی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کون سی کمیٹی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! سکروٹنی کمیٹی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! مجھے ابھی تک سمجھ نہیں آئی کہ کون سی کمیٹی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ سکروٹنی کمیٹی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اچھا سکروٹنی کمیٹی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! جب بھی کسی ڈرامے کا سکرپٹ بنتا ہے تو اس ڈرامے کی permission سے پہلے اس سکرپٹ کو کمیٹی دیکھتی ہے۔ اگر اس میں خدانخواستہ کوئی ایسی نازیبا حرکات یا فحش جملوں کا استعمال کیا گیا ہو تو کمیٹی کے پاس یہ اختیار ہوتا ہے وہ اس سکرپٹ کو ختم کر دیتی ہے۔ اس کمیٹی میں بہت سینئر لوگ ہیں وہ اس ڈرامے کے سکرپٹ کو دیکھتے ہیں اور اگر خدانخواستہ۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ جن لوگوں نے خلاف ورزی کی ہے ان کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! بالکل ان کے خلاف ایکشن لیا جاتا ہے اور کچھ عرصہ کے لئے ان پر پابندی لگادی جاتی ہے کہ وہ ڈراموں میں participate نہیں کر سکتے۔ اگر خدانخواستہ کوئی زیادہ serious issue ہو تو پھر تھانے میں ایف آئی آر بھی درج کروادی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہی تو وہ پوچھ رہے ہیں جو اب آپ بتا رہے ہیں کہ کس کے خلاف کارروائی کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ہوم ڈیپارٹمنٹ اس کو دیکھتا ہے اور divisional level پر کمشنر صاحب اس کمیٹی کے چیئرمین ہوتے ہیں۔ اس کمیٹی میں ایک ممبر ڈی سی او، مقامی آرٹ کونسل اور امن کمیٹی کا بھی ایک نمائندہ ہوتا ہے۔ وہ کمیٹی دیکھتی ہے اگر خدانخواستہ وہاں پر کوئی مسئلہ ہو تو وہ فوری طور پر اس کی complaint کرتے ہیں، پھر بذریعہ ہوم ڈیپارٹمنٹ ہم اس پر ایکشن لیتے ہیں۔ ان کی جزا و سزا کا عمل under process ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میرے پاس بھی ابھی تک ان کے سوال کا جواب نہیں پہنچا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ان کا جو سوال ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ وہ valid ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اگر آج تک آپ نے کسی کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے تو اس بارے ہمیں اور اس ایوان کو بتا دیں صرف اتنی سی بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! بالکل ان کے خلاف کارروائی ہوتی ہے۔ اس سوال میں یہ شامل نہیں تھا لہذا یہ نیا سوال بنتا ہے۔ میں انشاء اللہ تمام information باؤ صاحب کو پہنچا دوں گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جن کو میں نے پہلے اجازت دی ہے ان کو پہلے سوال کر لینے دیں اور پھر اس کے بعد آپ کی باری آئے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! بالکل جیسا کہ باؤ صاحب نے کارروائی کے بارے پوچھا ہے تو گوجرانوالہ میں ہم نے بابر علی اور عتیق کو سزا دی ہے اسی طرح فیصل آباد اور جڑانوالہ میں صوم چودھری کو سزا دی گئی اور منزا تھیٹر کو ہم نے پندرہ دن کے لئے ban کر دیا ہے۔ نشاط تھیٹر میں کنول شہزادی اور راشد کمال پر چار دن کے لئے پابندی لگا دی گئی اور further راولپنڈی میں کوئی تھیٹر نہیں ہے۔ ملتان، دنیاپور، میلسی، اور کہروڑ پکا میں نینا چودھری کو ban کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! چلیں، بس ٹھیک ہے ہمیں پتا چل گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! جزا و سزا کا فارمولا موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! باقی جو باؤ صاحب propose کریں گے وہ ہم کرنے کے لئے تیار ہیں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بڑی تفصیل بیان کی ہے۔ [******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ جن میں چٹ کا ذکر کیا گیا ہے ان کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر کسی تھیٹر کے یا فنکار کے خلاف سکرپٹ سے ہٹ کر جو ذو معنی جملہ جات بولے جاتے ہیں ان کے خلاف اگر کوئی کارروائی کی ہے ان کی documentations ایوان کی میز پر آگئی ہیں یا وہ نہیں آئیں؟

جناب سپیکر: باؤ صاحب! اب جناب ارشد ملک صاحب خود تشریف لے آئے ہیں اصل میں یہ ان کا ہی سوال ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس سوال میں کیونکہ یہ demand نہیں تھی لیکن پھر بھی میں نے ایک لسٹ آپ کو مہیا کر دی ہے۔ اس کے علاوہ further information باؤ صاحب point out کر دیں تو وہ ہم مہیا کر دیں گے۔

جناب سپیکر: باؤ صاحب! آپ نے پہلے سوال میں لکھ کر نہیں پوچھا ہے اگر particular آپ یہ سوال پوچھتے تو پھر اس کا جواب پارلیمانی سیکرٹری صاحب آپ کو دے سکتے تھے۔ جی، ارشد ملک صاحب! یہ سوال آپ کا ہے اس کا نمبر بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4933 ہے۔

جناب سپیکر: ارشد صاحب! اس پر بہت سے ضمنی سوال ہو چکے ہیں اور اب آپ دیکھ لیں کہ کیا کرنا ہے کیونکہ آپ کا سوال ہے۔ جو پوچھنا چاہتے ہیں آپ پوچھ لیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! جن کا سوال ہے وہ آ گئے ہیں۔ میں آپ کو کسی اور سوال پر ضمنی دے دوں گا۔ چلیں آج آپ کو ایک ضمنی سوال دے دیتے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پہلے راؤ صاحب کا ضمنی سوال لے لیں۔ میں اس کے بعد کر لوں گا۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! وہ انہوں نے پہلے ہی بتا دیا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! نہیں بتایا گیا ہے، میں ٹوٹل ان کی تعداد پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! ٹوٹل تعداد پوچھنے کے لئے fresh question دیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! یہ نیا سوال نہیں بنتا ہے۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! نہیں، نیا سوال دیں پھر اس کا جواب آ جائے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! آپ بھی کچھ کہنا چاہ رہے ہیں، اب ارشد ملک صاحب کی اجازت کے بغیر کام نہیں کام چلے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ارشد صاحب اگلا سوال کر لیں۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! میری بات سنیں۔ ارشد صاحب کا سوال ہے ان کو بات کر لینے دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ اگلا سوال کر لیں ان کا آگے بھی ایک سوال ہے۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! نہیں، ابھی نہیں ہے انہوں نے ابھی کوئی سوال ہی نہیں کیا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ راستے میں دھند تھی جس کی وجہ سے میں late ہو گیا ہوں۔

جناب سپیکر: ارشد صاحب! ہم نے اس سوال کو آپ کے انتظار میں رکھ لیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور بھی آپ کا سوال ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ جو جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: ارشد صاحب! کون سا جز ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں جواب دیا ہے کہ ڈرامہ سٹیج کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ تشکیل کردہ سکرپٹ سکروٹنی کمیٹی برائے لاہور ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مجھے ابھی تک کوئی ایسا مواد نہیں ملا جس کو دیکھ کر پتا چل سکے کہ انہوں نے کیا تفصیل فراہم کی ہے۔ وہ اگر یہ ایوان کو بتا دیں تو بہت مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان کو تتمہ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! جو ملک صاحب نے فرمایا ہے ہم یہ عرض کر رہے ہیں کہ ڈرامہ سکرپٹ سکروٹنی کمیٹی بنی ہوئی ہے وہ ہر divisional level

پر پہلے ڈرامے کے سکرپٹ کو دیکھتی ہے اور اگر کوئی خدانخواستہ اس کی violation کرے تو کمیٹی کے پاس اختیار ہوتا ہے کہ وہ ان فقرات کو سکرپٹ سے نکال دے۔ جب کوئی ڈرامہ چل رہا ہوتا ہے اور اس موقع پر اگر کوئی فحش جملوں کا استعمال کرتا ہے تو اس پر علیحدہ ایکشن لیا جاتا ہے۔

جناب ابوحفص غیاث الدین: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: غیاث الدین صاحب! پہلے جن کا سوال ہے ان کو تو بات کرنے دیں۔ وہ بہت دوڑ لگا کر آئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ملک صاحب نے further کہا ہے کہ parameters ہیں اور ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: غیاث الدین صاحب! آپ ملک صاحب کے بعد سوال کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس کمیٹی میں مسز پروین ملک صاحبہ ہیں چودھری رحمت علی رازی صاحب ہیں جو کہ بہت سینئر کالم نگار ہیں، انتخاب حنیف اور انتخاب رسول صاحب اس میں شامل ہیں، یہ تقریباً دس لوگوں کی کمیٹی بنی ہوئی ہے۔ اس کا ایک process ہوتا ہے اور اس کے بعد ان کو permission دی جاتی ہے اور further اگر ملک صاحب ہمیں کوئی proposal دینا چاہتے ہیں تو بالکل ہم ان کی proposal پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بہت شکریہ

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیا ہے لیکن اصل میں سوال کچھ اور ہے اور جواب کچھ اور دیا جا رہا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ جز (ب) میں، میں نے پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ ساہیوال اور پنجاب کے دیگر شہروں میں چلنے والے ڈراموں میں فحش ڈانس ہوتا ہے اور ذومعنی جملے بولے جاتے ہیں اس حوالے سے انہوں نے کیا کوئی اقدام کیا ہے یا کر رہے ہیں پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتا دیں کہ ساہیوال میں جو سکروٹنی کمیٹی اس سارے نظام کو دیکھتی ہے اس نے اب تک کتنے ڈرامے دیکھے ہیں اور اس کو دیکھ کر کیا ایکشن لیا گیا ہے وہ بتا دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! جو بات ملک صاحب فرما رہے ہیں کہ ساہیوال ہو یا پنجاب کے دیگر شہر ہوں ہر divisional level پر سکروٹنی کمیٹی موجود

ہے اور موقع پر جب فحش جملے بولے جاتے ہیں تو جو کمیٹی بنی ہوئی ہے اس کمیٹی میں ڈی سی او صاحب ممبر ہیں،امن کمیٹی کا ممبر ہے ، وہاں کی آرٹ کونسل کا ممبر ہے اور کمشنر صاحب کا نمائندہ ہے تو وہ complaint by written ہوم ڈیپارٹمنٹ کو بھیجتے ہیں اور پھر اس کے بعد ہم اس کے خلاف ایکشن بھی لیتے ہیں اور جو آرٹسٹ participate کرنے والے ہوتے ہیں ان کو بھی سزا دی جاتی ہے۔ ساہیوال میں further فی الحال کوئی ایسا تھیٹر نہیں چل رہا جس کی کوئی complaint آئی ہو لیکن اگر ملک صاحب کوئی چیز point out کرتے ہیں تو بالکل ہم اس issue کو resolve کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جہاں پر بھی کوئی complaint آتی ہے ہم اس کے خلاف ایکشن لیتے ہیں۔ ہمارا ڈیپارٹمنٹ وہاں موقع پر بھی موجود ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں انہوں نے کچھ دیکھا ہے تب ہی بات کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں وہی عرض کر رہا ہوں کہ یہ point out کر دیں تاکہ ان کے سوال کا ہم جواب دے سکیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب چونکہ پنجاب کے مالک ہیں تو انہوں نے as usual ایک یونیورسل سا جواب جو گھڑا ہوتا ہے وہ دے دیا ہے۔ بدقسمتی ہے کہ ان کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ ساہیوال کا فرینڈز تھیٹر فحش حرکات کی وجہ سے ڈی سی او ساہیوال نے seal کیا ہوا ہے۔ چلیں یہ بھی بتا دیں کہ وہ کتنے عرصے سے seal ہے اور کس کمیٹی نے وہ کارروائی کی ہے؟ ہمارے وہاں کے رہائشی لوگوں نے بارہا مرتبہ درخواستیں دی ہیں کہ یہاں پر فحش حرکات ہوتی ہیں لہذا یہ صرف یہی بتا دیں کہ اس کے لئے انہوں نے کیا کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سوال کا جز (ب) پڑھ لیا جائے جس میں انہوں نے پوچھا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ ساہیوال اور پنجاب کے دیگر شہروں میں چلنے والے ڈراموں میں فحش ڈانس ہوتا ہے اور ذو معنی جملے بولے جاتے ہیں" میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہر ضلع میں ڈی سی او صاحب اس کو check کرنے کے پابند ہیں اور گورنمنٹ کی آرٹس کونسلوں میں سٹیج ڈرامہ نہیں ہوتا۔ ہم پرائیویٹ والوں کو بھی check کرتے ہیں جیسے ملک صاحب نے ابھی point out کیا ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ڈی سی او اور آرٹس کونسل کا نمائندہ جہاں بھی سٹیج ڈرامہ ہوتا ہے اس کو check کرتے ہیں اور complaint آنے کے بعد اس پر action بھی لیا جاتا ہے۔ جیسے ملک صاحب نے خود فرمایا کہ وہاں پر فحش جملے بولے جاتے تھے تب

ہی ڈی سی او صاحب نے اس پر action لیا ہے۔ چونکہ وہ گورنمنٹ کا نہیں بلکہ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے لیکن گورنمنٹ کی کمیٹی ان کو دیکھتی ہے اور اس پر عمل ہوتا ہے۔ مزید ملک صاحب ہمیں بتائیں کہ اس کے خلاف کیا action لینا ہے تو وہ ہم لینے کے لئے تیار ہیں؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی، مولانا صاحب! آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری ایک اور بات سن لیں پھر مولانا صاحب سوال کر لیں کیونکہ اُن کا بھی حق ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمادیا کہ وہ پرائیویٹ تھا جو بند ہو چکا ہے۔ کیا ساہیوال کے شہریوں کو بھی ایسی تفریح فراہم ہو سکتی ہے جیسے لاہور، راولپنڈی، اسلام آباد، ملتان اور فیصل آباد میں ہے؟ جس ادارے کے behalf پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب بات کر رہے ہیں، کیا یہ ساہیوال میں ایسی تفریح وغیرہ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کیونکہ وہاں پر جناح ہال بھی موجود ہے اور ان کے ادارے نے وہاں پر ڈائریکٹر بھی تعینات کیا ہوا ہے لیکن وہاں پر ایسی کوئی activity نہیں ہو رہی لہذا یہ بتادیں کہ اس پر کب تک implement کر دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر ہماری آرٹس کونسلیں موجود ہیں لیکن جیسے ہی وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے ساہیوال ڈویژن بنایا ہے تو وہاں پر آرٹس کونسل کا بھی arrange کیا گیا ہے۔ وہاں پر تقریباً پندرہ سو سے دو ہزار سیٹوں پر مشتمل بہت اچھا اور خوبصورت آرٹس کونسل کا ہال ہے جہاں پر ہمارا عملہ موجود ہے۔ ہر جگہ پر ہماری monthly activities گورنمنٹ کے issues کو highlight کرنے، culture کو promote کرنے اور صوفی ازم کو promote کرنے کے لئے ہوتی ہیں۔ وہاں پر ایجوکیشن، ہیلتھ اور ڈینگی کے seminars بھی ہوتے ہیں۔ جیسے ملک صاحب نے فرمایا ہے ساہیوال تو ہمارا شہر ہے جب گورنمنٹ نے اس کو ڈویژن بنایا ہے تو further بھی ہم انشاء اللہ ساہیوال کو لاہور، راولپنڈی اور فیصل آباد کے status کے مطابق لائیں گے۔ ہمارے پروگرام routine کے مطابق وہاں پر ہوتے ہیں جبکہ مزید ہم ان پروگراموں کو highlight کرنے کے لئے تیار ہیں اور انشاء اللہ وہاں کی community کے points کو آگے لے کر بڑھیں گے۔

جناب سپیکر: جی، مولانا غیاث الدین صاحب! آپ ضمنی سوال کی طرف آئیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ان کا سوال ذرا غور سے سنئے گا۔

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) کے اندر انہوں نے جواب دیا ہے کہ "تاہم دورانِ ڈرامہ فحش ڈانس اور ذو معنی جملے علم میں آئیں تو مروجہ SOP کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔" الحمد للہ ہمارا ملک اسلامی ملک ہے اور اس کا آئین بھی اسلامی ہے۔ کیا اسلامی ملک کے اندر کسی عورت کا مردوں کے سامنے آکر ڈانس کرنا چاہے وہ فحش ہو یا غیر فحش، کیا یہ از روئے شرع جائز ہے؟

جناب سپیکر: اب اس کا فتویٰ تو آپ ہی دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! مولانا صاحب کے تحفظات بڑے جائز ہیں کیونکہ ہم سب مسلمان ہیں اور ہمارا اسلامی ملک ہے لیکن as such جو parameters بنے ہوئے ہیں یا ایکٹ بنا ہوا ہے اسی کو چلا رہے ہیں۔ مزید ہم چاہتے ہیں کہ اس میں تبدیلی لائی جائے تاکہ family members بیٹھ کر ڈرامے دیکھ سکیں۔ یہ ہمارے لئے بڑے قابل احترام ہیں، ہم ان کی خواہش کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہیں اور انشاء اللہ ہماری کوشش ہوگی کہ یہی parameters جو مولانا صاحب کے ہیں انہی پر ہم عمل کر سکیں۔ شکریہ

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ادھر بھی بڑی دیر سے ضمنی سوال لینا چاہ رہے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اگر ملک صاحب کوئی خصوصی شفقت فرما دیں تو میں سوال کر لوں؟

جناب سپیکر: میں آپ کو بتا دوں کہ انہوں نے ٹیلیفون کیا تھا کہ میرا سوال pending کر دیا جائے کیونکہ میں راستے میں ہوں اور پہنچ رہا ہوں۔ ہم نے اس لئے ان کو ٹائم دیا ہے اور ابھی ایک مزید سوال ان کا بقایا بھی ہے۔ آپ کا آگے کوئی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ان کے بعد آخری ضمنی سوال کر لوں گا۔

جناب سپیکر: کتنے ضمنی سوال اس پر کرنے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ "دورانِ ڈرامہ اگر کوئی فحش ڈانس اور ذومعنی جملہ حکومت کی مقرر کردہ Monitoring/Vigilance Committee جو متعلقہ ڈی سی او کے زیر نگرانی کام کرتی ہے، کے علم میں آئے تو وہ اس کی رپورٹ متعلقہ ڈی سی او کو کرتی ہے۔" میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں /Monitoring Vigilance Committee کا ذکر ہے، یہ کمیٹی کون بناتا ہے، کیا یہ اضلاع میں مستقل ہوتی ہے یا ڈرامے کے لئے ہی مخصوص بنتی ہے اور اس کے جو ممبران ہوتے ہیں ان کی کوئی qualification ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال ذرا لمبا ہے تو آپ سوچ سمجھ کر جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! کمیٹی کسی ایک ڈرامے کے لئے نہیں ہوتی بلکہ مستقل ہوتی ہے۔ اس کے parameters یہ ہیں کہ ڈی سی او صاحب نے جب کسی ڈرامے کی permission دینی ہوتی ہے تو جب وہاں پر complaint آتی ہے تو ڈی سی او صاحب اس پر فوری action لیتے ہیں پھر ہوم ڈیپارٹمنٹ کو further action کے لئے recommend کر دیتے ہیں۔ چودھری صاحب نے جو پوچھا ہے تو اس حوالے سے کمیٹی میں ڈی سی او صاحب کا ایک نمائندہ سینئر گورنمنٹ آفیسر ہوتا ہے، ہماری آرٹس کونسل کا ڈائریکٹر اور متعلقہ شہر کی امن کمیٹی کا سینئر ممبر ہوتا ہے۔ کمیٹی اپنی observation تحریری بھیجتی ہے تب ہوم ڈیپارٹمنٹ اس پر action لیتا ہے۔ جو چیزیں میرے سب بھائی point out کر رہے ہیں ہم انشاء اللہ ان کو ملحوظِ خاطر رکھیں گے کیونکہ ہمارے SOPs یا rules میں یہ ہے کہ action ہوم ڈیپارٹمنٹ نے لینا ہے جبکہ ہماری آرٹس کونسل اس پر direct action لے سکتی ہے اور نہ ہی ان کے خلاف ہم ایف آئی آر درج کراتے ہیں۔ یہ parameters ہیں جو already بنے ہوئے ہیں۔ باقی ہماری کمیٹیاں permanent ہوتی ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: ملک صاحب! اب آپ اگلے سوال پر آ جائیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس کے related صرف ایک چیز پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس سوال پر آپ نے دس ضمنی سوال کروالئے ہیں۔آپ نے بھی کئے ہیں اور دوسروں نے بھی کئے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے آخری سوال ہی کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جیسے admit کیا ہے کہ ساہیوال الحمدللہ ڈویژن بنا ہوا ہے۔ یہ آج سے نہیں بلکہ 09-2008 سے ساہیوال ڈویژن بنا ہوا ہے۔ وہاں پر آرٹس کونسل موجود ہے تو انہوں نے وہاں پر کتنے arrangements کئے ہیں جیسے انہوں نے خود admit کیا ہے کہ وہاں پر بہت اچھا ہال بنا ہوا ہے اور ان کے افسران بھی موجود ہیں تو وہ وہاں پر کیا کام کر رہے ہیں کیونکہ وہاں پر ایسی کوئی activity نہیں ہو رہی، یہ صرف اس کی کوئی date دے دیں کہ یہ کب سے start کر دیں گے تاکہ ہمارے ساہیوال والوں کو ہفتہ وار یا ماہانہ کوئی تفریح مل سکے؟

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ملک صاحب کا point بڑی اہمیت کا حامل ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اتنا بڑا ہال اور گورنمنٹ کا عملہ ہونے کے بعد وہاں پر delivery ہونی چاہئے۔ وہاں پر مقامی نمائشیں لگتی ہیں، ایجوکیشن کے پروگرام اور ڈینگی کے seminars ہوتے ہیں لیکن ان کا جو point ہے اس حوالے سے جیسے لاہور یا فیصل آباد میں پروگرام ہوتے ہیں اسی level اور status پر ہم انشاء اللہ اسی مہینے سے ساہیوال کی آرٹس کونسل کو لے آئیں گے۔ میں ملک صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہماری توجہ دلائی ہے کیونکہ میں نے وہاں پر physically خود visit کیا تھا اور انشاء اللہ ہم ان کی خواہش کے مطابق وہاں پر پروگرام کا آغاز کر دیں گے۔ شکریہ

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ان کا بڑا مشکور ہوں۔ وہاں پر کوئی پروگرام پارلیمانی سیکرٹری صاحب خود شروع کروائیں تاکہ علاقے کو پتا چلے کہ یہ بڑی محنت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اگلا سوال میں on his behalf لینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کس کے behalf پر لینا چاہتے ہیں۔۔۔؟ وہ تو موجود ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: ڈاکٹر وسیم اختر صاحب کا سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ یہ ملک ارشد صاحب کا سوال ہے۔ ملک صاحب! آپ کا اگلا سوال بھی ہے جو pending کیا تھا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 4937 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ساہیوال: محکمہ اطلاعات سے متعلقہ تفصیلات

*4937: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ اطلاعات کو 12-2011 اور 14-2013 میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا۔ کتنی رقم ٹی اے / ڈی اے اور سرکاری گاڑیوں کی مرمت وتیل پٹرول کی مد پر خرچ ہوئی؟

(ب) محکمہ کے پاس اس وقت کتنی گاڑیاں ساہیوال میں موجود ہیں اور یہ کن افسران کو دی گئی ہیں، ان کے سال 12-2011 اور 14-2013 کے اخراجات کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد):

(الف) ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس ساہیوال کو سال 12-2011 میں تنخواہوں کی مد میں مبلغ -/5202500 اور متفرق اخراجات میں مبلغ -/470440 روپے فراہم کیے گئے اسی طرح سال 14-2013 میں تنخواہوں کی مد میں -/2390800 اور متفرق اخراجات میں مبلغ -/461700 روپے فراہم کیے گئے۔

مذکورہ بالا دفتر نے ٹی اے ڈی اے اور سرکاری گاڑی کی مرمت وتیل اور پٹرول کی مد میں درج ذیل رقم خرچ کی۔

برائے سال 2011-12میں اخراجات

i)ٹی اے ڈی اے ۔/24779روپے

ii)سرکاری گاڑی مرمت وغیرہ ۔/9966روپے

iii) تیل وپٹرول ۔/70,000روپے

برائے مالی سال 2013-14میں اخراجات

i)ٹی اے ڈی اے ۔/38610روپے

ii)سرکاری گاڑی مرمت وغیرہ ۔/29995روپے

iii) تیل وپٹرول ۔/147661روپے

(ب) ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس ساہیوال کے دفتر میں اس وقت ایک ہی گاڑی سوزوکی بولان وین ماڈل 2001 موجود ہے۔ جو کہ ڈپٹی ڈائریکٹر ساہیوال کے زیر استعمال ہے۔

مذکورہ بالا دفتر میں گاڑی کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تفصیل برائے مالی سال 2011-12

مالی سال 2011-12 میں محکمہ اطلاعات ساہیوال نے گاڑی کی مرمت میں مبلغ ۔/9966 روپے خرچ کئے۔

تفصیل برائے مالی سال 2013-14

مالی سال 2013-14 میں محکمہ اطلاعات ساہیوال نے گاڑی کی مرمت میں مبلغ ۔/29995روپے خرچ کئے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میری گزارش ہے کہ ڈویژنل انفارمیشن آفس ساہیوال میں تعینات ڈپٹی ڈائریکٹر کتنے عرصہ سے تعینات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ملک صاحب کا سوال تھا کہ محکمہ کے پاس گاڑیاں کتنی ہیں اور دیگر اخراجات کی تفصیل مانگی تھی لیکن ان کے سوال کہ ڈپٹی ڈائریکٹر کب سے تعینات ہیں تو اس کا جواب---

جناب سپیکر: اس سوال پر اس طرح کا ضمنی سوال کرنا ٹھیک نہیں لگتا کیونکہ اس طرح تو نہیں پتا نہیں ہو گا کہ کب، کون اور کتنے عرصہ سے ڈپٹی ڈائریکٹر تعینات ہوئے جب تک آپ سوال خود نہ دیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! 12-2011 میں پٹرول کا خرچہ 70 ہزار روپے جبکہ 14-2013 میں ایک لاکھ 47 ہزار روپے ہو گیا تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کہ اس افسر کی کیا activities ہیں کہ ایک سال میں یہ اخراجات دگنا ہو گئے، اس نے ایسا کیا کام کیا اور اس کی کارکردگی کیسی رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ملک صاحب نے فرمایا تھا کہ ڈپٹی ڈائریکٹر کب سے ہیں تو اشفاق صاحب 2007 سے تعینات ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے یہ چھوڑ دیا اور آپ نے اس کا جواب خود بخود دینا شروع کر دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! 12-2011 کے متفرق اخراجات ہیں اور اس کے بعد تنخواہیں، پٹرول اور گاڑیوں کی مرمت وغیرہ کی تفصیل جواب میں دی گئی ہے۔ خدانخواستہ کہیں پر کوئی چیز misuse ہوئی ہے، جو ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفیسر ہوتے ہیں وہ پورے ضلع کو دیکھتے ہیں اور حکومت کی جو بھی activities ہوتی ہیں، ہر ڈیپارٹمنٹ کی activities کو انفارمیشن آفیسر نے monitor بھی کرنا ہوتا ہے اور اس کے مطابق خبر بھی اخبار میں دینی ہوتی ہے تو یہ ان کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ گاڑی پر جائیں۔ گاڑی کا پٹرول اور مرمت وغیرہ کے اخراجات حکومت دیتی ہے لیکن یہ اخراجات minimum ہیں کوئی زیادہ نہیں ہیں چونکہ اس نے پورے ضلع میں ڈیوٹی دینی ہوتی ہے اور حکومت کی activities کو highlight بھی کرنا ہوتا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ وہ 2007 سے وہاں پر تعینات ہیں اور آپ دیکھیں کہ سات سال ہو گئے ہیں تو کیا ڈویژنل انفارمیشن آفس میں ان کے پاس کوئی ایسا alternate پیدا نہیں ہوا؟ یہ note کرنے والی بات ہے اور ایک وہی افسر صرف پٹرول کی مد میں 70 ہزار روپے جو کہ اس جواب کے جز (الف) میں لکھا ہے کہ تیل وپٹرول کی مد میں 70 ہزار روپے اور وہی افسر دوسرے سال میں پٹرول کی مد میں ایک لاکھ 47 ہزار روپے استعمال کر رہا ہے جبکہ وہی افسر سرکاری گاڑی کی مرمت پر 12-2011 میں -/9966 روپے خرچ کرتا ہے اور اسی گاڑی کی

مرمت پر 14-2013 میں 29995 روپے استعمال ہو رہے ہیں اور ٹی اے ڈی اے کی مد میں ایک سال میں 24 ہزار روپے ہیں جو کہ اگلے سال بڑھ کر 38 ہزار روپے ہو گئے ہیں۔ وہی ضلع ہے اور وہی معاملات ہیں تو یہ کیسے expenditures ہو رہے ہیں یہ تفصیل بتا دیں؟ kindly یہ بھی بتا دیں کہ اس کی جو Government activities ہیں اس میں ایم پی اے اور ایم این اے کی بھی کوریج اس نے کرنی ہوتی ہے کیا اس کی ڈیوٹی میں یہ شامل ہے؟

جناب سپیکر: میں ضمنی سوال میں کیا پوچھوں وہ بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ملک صاحب نے جو بھی فرمایا وہ ہمارے لئے قابل احترام ہے۔ ٹی اے ڈی اے پورے سال کا 24 ہزار روپے ہے کہ اس نے جہاں پر بھی جانا ہے، اس کے job کی terms & conditions ہوتی ہیں کہ اس کا ٹی اے / ڈی اے کب شروع ہونا ہے، سرکاری گاڑی کی مرمت کے 9966 روپے ایک سال کے ہیں، اسی طرح پٹرول کا خرچہ 70 ہزار روپے تھا جو کہ 12-2011 کے سال میں تھا۔ اب 14-2013 میں ٹی اے / ڈی اے 38 ہزار روپے ہو گیا، گاڑی کی مرمت 29 ہزار ہو گئی اور اب چونکہ پٹرول کی قیمتوں میں تین ماہ میں تقریباً 34 روپے کی ہوئی ہے تو ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ پٹرول کی مد میں نہ صرف ہمارے بلکہ دیگر ڈیپارٹمنٹ کے پٹرول کے اخراجات میں بھی کمی واقع ہو جائے گی۔

چودھری فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! 12-2011 میں 24779 روپے ٹی اے / ڈی اے دیا گیا، گاڑی کے پٹرول کا خرچ 70 ہزار روپے آیا جبکہ 14-2013 میں جب مہنگائی کا rate بھی بڑھا اور اس وقت ٹی اے ڈی 38610 روپے کر دیا گیا اور پٹرول کی مد میں ایک لاکھ 1,47,641 روپے کر دیا گیا۔ اگر پٹرول زیادہ استعمال ہوا تھا تو گاڑی کی مرمت اور ٹی اے / ڈی اے میں وہی لکھا گیا جو کچھ 12-2011 میں تھا۔ یہ بنا بنایا کھیل ہے اور یہ چیزیں کرتے ہوئے یہ نہیں دیکھا کہ 14-2013 میں تھوڑا سا اس کو بڑھا ہی لیں۔ صرف پٹرول کی مد میں دُگنا خرچہ کر دیا گیا اور ٹی اے / ڈی اے بھی 38610 روپے کر دیا گیا لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ سوالات کے جواب دیتے وقت ذرا بھی یہ زحمت گوارا نہیں کی جاتی کہ کم از کم figure کو تو ہم صحیح کر لیں تاکہ ہم کسی کو جواب دے سکیں اور یہی وجہ ہے کہ

جواب درست نہ آنے کی وجہ سے یہاں پر بیٹھے ہوئے معزز ممبران کی دلچسپی کم ہو گئی ہے۔ وہ اس لئے کم ہوئی ہے کہ تمام اداروں کے بر وقت، properاور صحیح جواب نہیں ملتے۔ شکریہ

جناب سپیکر: نہیں، اگر کوئی غلط جواب یہاں پر دے گا تو اس کا نوٹس لیا جائے گا۔ آپ ایسے ہی نہ بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ڈوگر صاحب نے فرمایا ہے تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ 12-2011 میں ٹی اے / ڈی اے اس اکیلے افسر کا نہیں ہے بلکہ اس آفس کے ملازمین کا بھی ہے۔ وہ جدھر بھی جاتے ہیں اور پورے ضلع میں گھومتے پھرتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ -/24700 روپے ایک سال کے ہیں اور سرکاری گاڑی کی مرمت کا -/9966 روپے خرچہ ہے جبکہ 14-2013 میں understood ہے کہ تنخواہیں بڑھی ہیں تو ٹی اے / ڈی اے بھی بڑھا ہے جو کہ 38ہزار ہو گیا اور سرکاری گاڑی کی مرمت 29ہزار روپے ہو گئی جبکہ تیل و پٹرول ایک لاکھ 47ہزار روپے ہو گیا تو اس کے لئے چیک اینڈ بیلنس کا نظام باقاعدہ موجود ہے اور اس کا آڈٹ ہوتا ہے۔ اگر ہمارے بھائی point out کریں تو اس کو دیکھا جائے گا۔ سرکاری ملازم حکومت کو جوابدہ ہیں اور اگر کہیں پر وہ سرکاری فنڈز کو misuse کریں گے تو انہیں کسی بھی صورت معاف نہیں کیا جائے گا۔ میں اپنے بھائیوں کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہماری توجہ دلائی ہے اور اگر کہیں پر کوئی سپیشل پوائنٹ ہو اور فنڈ یا گاڑی کو misuse کیا گیا ہو تو ہم اس پر ایکشن لینے کے لئے تیار ہیں۔ چونکہ یہ ڈیوٹی دن بدن بڑھتی رہتی ہے اور ڈی جی پی آر پنجاب آفس انہیں look after کرتا ہے۔ پنجاب کے 36 اضلاع میں ضلعی انفارمیشن آفس ہیں اور کبھی کبھار انہیں میٹنگ کے لئے لاہور بھی آنا پڑتا ہے جبکہ دوسرے اضلاع میں بھی جا کر functions attend کرنے پڑتے ہیں لیکن یہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام حکومتی نمائندوں اور وزیراعلیٰ کی ٹیم کے نمائندوں سے رابطہ بھی رکھیں اور ان سے گائیڈ لائن بھی لیں تاکہ ڈیپارٹمنٹ کی promotion صحیح طریقے سے deliver کر سکیں۔ انشاء اللہ ہم اپنے بھائیوں کی proposals سے مستفید ہوں گے اور جو سرکاری ملازم گاڑی یا ٹی اے ڈی اے کو misuse کرے گا تو اس کے خلاف ضرور پیڈا ایکٹ کے مطابق کارروائی ہو گی اور انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ ملازمین بیش بہا ہوتے ہیں، پتا نہیں کتنے ہوتے ہیں تو kindly یہ بتا دیں کہ ساہیوال میں کتنا عملہ ہے جس کا یہ ٹی اے / ڈی اے 12-2011 اور 14-2013 میں ڈالا گیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ particular کسی ایک کا پوچھیں تو وہ بتائیں، مجھے نہیں سمجھ آ رہی کہ وہ ایسے کس طرح بتا سکیں گے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اسی سٹاف کا بتا دیں۔

جناب سپیکر: یہ تو انہوں نے لکھ دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ملک صاحب نے جو فرمایا ہے کہ ہمارے ڈی او انفارمیشن کا نام عقیل اشفاق ہے جو کہ 2007 سے تعینات ہیں۔ فوٹو گرافر ایک ہے جو کہ 2010 سے تعینات ہے، رمضان ناصر 2007 سے ہے، بشیر احمد سینئر کلرک، ظہور احمد جونیئر کلرک، غلام مرتضیٰ ڈرائیور، ایک نائب قاصد اور ایک ڈاک رنر ہے۔ یہ کل آٹھ لوگ ہیں جو پورے ضلع کو چلاتے ہیں اور حکومت، وزیر اعلیٰ کے جو پروگرام ہیں ان کو highlight کرنے کے لئے اپنا role بھی play کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام ڈیپارٹمنٹس کو اچھے طریقے سے دیکھیں اور ان کی projection کو highlight کریں اور وہاں پر جو عوامی نمائندے ہیں ان سے رابطہ بھی رکھیں تو یہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے آٹھ ملازم ہیں جن کا یہ ٹی اے / ڈی اے ہے اور یہی گاڑی استعمال کرتے ہیں اس کے علاوہ کوئی further ہو تو ہم بالکل جوابدہ ہیں لیکن ہماری کوشش ہو گی کہ ہم اپنے ڈیپارٹمنٹ کا role اچھے طریقے سے لوگوں کے سامنے پیش کریں۔

انشاء اللہ

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! آپ نے ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا سوال pending کیا تھا۔

جناب سپیکر: اس کا نمبر کیا ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 2595 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایما پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لوکل فنڈ آڈٹ میں آڈیٹرز کی سنیارٹی، پروموشن و دیگر تفصیلات

*2595: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لوکل فنڈ آڈٹ(LFA)اورtreasuryڈیپارٹمنٹ دونوں فنانس ڈیپارٹمنٹ کے ونگز ہیں اور سول سرونٹ ایکٹ1974 دونوں ونگز پر یکساں لاگو ہیں؟

(ب) اگر ایسا ہے تو treasuryکی طرح لوکل فنڈ آڈٹPIPFAکوالیفائیڈ آڈیٹرز کی سنیارٹی لسٹ امتحان پاس کرنے کے بعد کیوں جاری نہیں کرتا، اگر آڈیٹرز کے لئے ترقی کی بنیادPIPFAکا امتحان ہے توPIPFAکوالیفائیڈ آڈیٹرز کی سنیارٹی لسٹ میں پروموشن کے لئے کوالیفائیڈ ہونے کی تاریخ کا ذکر کیوں نہ ہے جبکہ treasury ونگ میں ایسا ہو رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ LFAمیں سولہ آڈیٹرز جوPIPFAکوالیفائیڈ ہیں ان کو کرنٹ چارج پر گریڈ17 میں لگادیا گیا تھا کہ ان کے علاوہ پروموشن کا کوئی اور اہل نہ تھا جبکہ انہیں ایک سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود ریگولر نہ کیا گیا، کیوں اور LFAاورDPCکی تاریخ 13۔07۔17 مقرر ہوئی تو اس کو جان بوجھ کر ملتوی کر دیا گیا اور حال ہی میں سات نئے کوالیفائیڈ ہونے والے آڈیٹرز کو پہلے سے کوالیفائیڈ کی اکثریت سے سینئر کر دیا گیا جبکہ یہ اس میں شامل بھی نہ تھےtreasuryمیں ایسا کیوں نہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ آڈیٹرز سے اسسٹنٹ ڈائریکٹرز کی پروموشن کے لئےPIPFAپاس کرنا ضروری ہے اگر ایسا ہے تو2011 میں امتحان پاس کرنے والا ترقی کے لئے اہل ہوگا یا 2013 میں پاس کرنے والا؟

(ہ) LFAآڈیٹرز کی سنیارٹی ڈویژن levelپرmaintainہوتی ہے اگر ایسا ہے تو ایک ڈویژن کے آڈیٹرز کو دوسرے ڈویژن سے کیسےcompareکیا جا سکتا ہے جبکہ دونوں کی میرٹ لسٹ PPSCجاری کرتا ہے؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ LFAمیں2012۔01۔31 سے آڈیٹرز کی پروموشن کے کیسز زیرالتواء ہیں جبکہ treasuryونگ میں ایسا نہ ہے؟

(ز) کیا ڈی پی سی سے پہلے کوالیفائیڈ آڈیٹرز کیtentativeسنیارٹی لسٹ جاری کی جاتی ہے اگر ایسا ہے توLFAکی ملتوی ہونے والی اور آئندہ ہونے والی ڈی پی سی کے لئے ایسا کیوں نہ کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین):

(الف) یہ درست ہے کہ لوکل فنڈ آڈٹ(LFA)اورtreasuryڈیپارٹمنٹ دونوں فنانس ڈیپارٹمنٹ کے ونگز ہیں اور سول سرونٹ ایکٹ1974 دونوں ونگز پر یکساں لاگو ہے۔

(ب) Treasuryڈیپارٹمنٹ میںPIPFAپاس کرنے کے بعد کوئی سنیارٹی لسٹ جاری نہیں کی جاتی لہذالوکل فنڈآڈٹ میں بھیPIPFAکوالیفائیڈآڈیٹرز کی سنیارٹی لسٹ علیحدہ سے جاری نہیں ہوتی بلکہ سنیارٹی لسٹ صرف بھرتی کی تاریخ کی بنیاد پر جاری کی جاتی ہے۔یہ درست ہے کہ آڈیٹرز کے لئے ترقی کی بنیادPIPFAکا امتحان ہے۔ سنیارٹی لسٹ میں پروموشن کی پچھلی ترقی کی تاریخ کاذکر کیا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ سولہ آڈیٹرز جوکہPIPFAکوالیفائیڈ تھے ان کو ایک سال کے لئے کرنٹ چارج پر گریڈ17 میں لگایا گیا۔یہ بات درست نہ ہے کہ ان کے علاوہ کوئی اور پروموشن کا اہل نہ تھا۔جہاں تکDPCکی تاریخ کا تعلق ہے جو کہ 2013۔07۔17 مقرر کی گئی تھی اس کو اس لئے ملتوی کیا گیا کہPIPFAکوالیفائیڈآڈیٹرز کے آپس میں سنیارٹی پر اختلافات تھے اس کے علاوہ ان کو پروموشن کے قانون پر بھی اختلاف تھا۔لوکل فنڈآڈٹ(LFA)کے سروس رولز جوکہ سول سرونٹس ایکٹ1974 کے عین مطابق ہیں کے مطابق سنیارٹی کم فٹنس کی بنیاد پر پروموشن ہوتی ہے جبکہ کچھ آڈیٹرز نے اس سے اختلاف کیا لہذاDPCجان بوجھ کر ملتوی نہ کی گئی تھی۔

(د) یہ بات درست ہے کہ آڈیٹرز سے اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی پروموشن کے لئےPIPFAپاس کرنا ضروری ہے لیکن پروموشن صرف اور صرف سروس رولز کے عین مطابق ہوتی ہے۔لوکل فنڈآڈٹ کے سروس رولز کے مطابق پروموشن سنیارٹی کم فٹنس کی بنیاد پر ہی ہوتی ہے نہ کہ امتحان پاس کرنے کی تاریخ سے۔

(ہ) لوکل فنڈآڈٹLFAمیں آڈیٹرز کی دوappointing authoritiesہیں یعنی اگر آڈیٹر پراونشل ڈائریکٹوریٹ میں بھرتی ہوتا ہے تو اس کی اتھارٹی پراونشل ڈائریکٹر ہے لیکن اگر آڈیٹر کسی ڈویژن میں بھرتی ہوتا ہے تو اس کی اتھارٹی ڈویژنل ڈائریکٹر ہے۔ لہذا آڈیٹرز کی سنیارٹی لسٹ اس کی مجاز اتھارٹی جاری کرتی ہے۔ سینارٹی لسٹ بناتے وقت میرٹ لسٹ Date of JoiningاورDate of Birthکا خیال رکھا جاتا ہے لیکن جب آڈیٹرز PIPFAکا امتحان پاس کرلیں تو ان کی پروموشن بطور اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہوتی ہے اور یہ پنجاب levelپر ہوتی ہے نہ کہ ڈویژنل لہذا آڈیٹرز کی سنیارٹی لسٹ کو پنجاب levelپر یکجا کیا جاتا

ہے۔ جس کے مطابق پھر پروموشن ہوتی ہے۔PPSC صرف ان آڈیٹرز کی لسٹ جاری کرتا ہے جوان کے ذریعے بھرتی کئے جاتے ہیں۔

(و) یہ درست ہے کہ LFA میں آڈیٹرز کی پروموشن کے کیسز التواء میں ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ PIPFA کوالیفائیڈ آڈیٹرز نے پروموشن رولز پر اختلاف کیا جس کی وجہ سے ابھی تک پروموشن نہ ہو سکی۔

(ز) لوکل فنڈ آڈٹ میں بھرتی تمام آڈیٹرز کے tentative سنیارٹی لسٹ DPC سے پہلے جاری کی گئی تھی۔ جب PIPFA کوالیفائیڈ آڈیٹرز کی ترقی بطور اسسٹنٹ ڈائریکٹر پہلی بار کی گئی تو ترقی پانے والوں میں سے کئی آفیسرز نے سنیارٹی لسٹ پر اختلاف کیا جس کی وجہ سے لوکل فنڈ آڈٹ نے اب DPC کرنے سے پہلے نئے سرے سے tentative سنیارٹی لسٹ 2014۔01۔17 کو جاری کی ہے جس پر تمام آڈیٹرز سے پندرہ روز کے اندر اندر اعتراض مانگے گئے تھے۔اب تک 49 آڈیٹرز کی طرف سے اعتراضات موصول ہوئے ہیں جن کو قانون کی روشنی میں check کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو آڈیٹر اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر اضلاع میں ہوتے ہیں ان کے لئے home district کی کوئی پابندی ہوتی ہے یا وہاں posting کے tenure کی بھی مدت ہوتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! پابندی تو نہیں ہے لیکن depend کرتا ہے کہ administrative post پر کتنا عرصہ کس آفیسر کو وہاں رکھنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا ضمنی سوال؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پہلے سوال کا جواب ہی میرے سوال کے مطابق نہیں ہے کیونکہ انہوں نے tenure کی بات کی ہے جبکہ میں نے تو home district کی بات پوچھی ہے تو کیا جیسے دوسرے محکموں کے اندر یہ پابندی ہوتی ہے کہ اپنے ڈسٹرکٹ میں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے بتا دیا ہے کہ کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! انہوں نے tenure کی بات کی ہے کہ tenure کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! کسی کی appointment پر کوئی پابندی نہیں ہے اس کا ٹائم تین سال ہے basically home district کی وجہ سے شکایات ہیں جس کی وجہ سے avoid کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شاہ صاحب کا کوئی اور سوال بھی ہے on his behalf وہ سوال بھی لینا چاہتے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 4579 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب بنک کے صدر کے تقرر کے طریق کار سے متعلقہ تفصیلات

*4579: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب بنک کے صدر کے تقرر کا کیا طریق کار ہے، کیا اس کے لئے کوئی سرچ کمیٹی بنائی جاتی ہے کیا موجودہ صدر بھی مروجہ طریق کار کے مطابق مقرر کئے گئے ہیں، اگر جواب مثبت میں ہے تو تمام documents اور correspondence کی نقول ایوان میں پیش کی جائیں نیز موجودہ صدر کی کوالیفکیشن اور تجربہ کار ریکارڈ ایوان میں پیش کریں؟

(ب) موجودہ صدر کا کیا نام ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین):

(الف) پنجاب بنک کے صدر کا تقرر پنجاب بنک کے ایکٹ 1989 کی شق (1)11 کے تحت کیا جاتا ہے جس کے مطابق حکومت پنجاب بنک آف پنجاب کے صدر کا تقرر پانچ سال کے لئے کرتی ہے اور اس کی تنخواہ اور دیگر قواعد و ضوابط بھی حکومت پنجاب خود وضع کرتی ہے۔ پنجاب بنک

کے ایکٹ 1989 کی شق 11(2) کے تحت پنجاب بنک کا صدر اپنے عہدے کی مدت ختم ہونے کے بعد دوبارہ تقرری کا اہل ہوتا ہے۔تقرری کا نوٹیفکیشن جاری کرنے سے قبل مجوزہ صدر کے کاغذات سٹیٹ بنک آف پاکستان کو بھجوائے جاتے ہیں تاکہ سٹیٹ بنک آف پاکستان ان کاغذات کو اپنے وضع کردہ Fit and Proper Test کے ذریعے جانچ سکے اور clearance کے بعد متعلقہ بنک کو مجوزہ صدر کی اہلیت کا نوٹیفکیشن جاری کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔سٹیٹ بنک آف پاکستان کے Fit and Proper Test کے طریق کار کے مطابق صدر کے عہدے کے لئے اس کا کسی بھی بنک میں اعلیٰ عہدے پر پانچ سال کا تجربہ ہونا ضروری ہے۔

پنجاب بنک کے صدر کا تقرر بذریعہ سمری وزیراعلیٰ پنجاب کی منظوری سے کیا جاتا ہے لیکن حتمی منظوری سٹیٹ بنک آف پاکستان کی ہوتی ہے۔اس کے بعد ہی مجوزہ صدر کا نوٹیفکیشن جاری کیا جاتا ہے۔موجودہ صدر بھی مروجہ طریق کار کے مطابق مقرر کئے گئے ہیں۔موجودہ صدر کے تمام documents اور correspondence کی نقول نیز موجودہ صدر کی کوالیفکیشن اور تجربہ کا ریکارڈ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جہاں تک پنجاب بنک کے صدر کے لئے سرچ کمیٹی قائم کرنے کا تعلق ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ صدر کے تقرر کے لئے سرچ کمیٹی نہیں بنائی جاتی۔

(ب) پنجاب بنک کے موجودہ صدر کا نام نعیم الدین خان ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس میں جز(ب) ہے پنجاب بنک کے موجودہ صدر کا کیا نام ہے؟ جواب ہے پنجاب بنک کے موجودہ صدر کا نام نعیم الدین خان ہے میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ نعیم الدین خان صاحب پنجاب بنک کے صدر نامزد ہونے سے پہلے کسی پرائیویٹ بنک یا دیگر کسی بنک میں بھی اس عہدے پر کام کر چکے ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! نعیم الدین خان صاحب کا banking sector میں بڑا لمبا چوڑا ریکارڈ ہے ان کی پوری detail ہے ان کی CV میں آپ کو دیئے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! ان کا تعلق banking sector سے ہی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے مختلف سوال پوچھا ہے کہ وہ صدر کے عہدے پر کسی دوسرے بنک میں فائز رہے ہیں یا نہیں رہے ہیں باقی تو ظاہر ہے انہوں نے job شروع کی ہو گی 30 یا 35 برس service ہو گی تو وہ banking sector میں ہی رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! نہیں رہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اور کسی بنک میں صدر نہیں رہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، بس یہی پوچھنا تھا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پنجاب بنک کے صدر نعیم الدین خان کب سے appoint ہوئے ہیں اور یہ کتنا عرصہ صدر رہیں گے؟

جناب سپیکر: رہیں گے کا تو آپ کو پتا ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! 2008 میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت تھی انہوں نے appoint کیا تھا اور یہ 2008 سے onward وہی چل رہے ہیں، اب ان کی تبدیلی کا plan بن چکا ہے اور اس حوالے سے مختلف نام سامنے آئے ہیں، گورنمنٹ نے ایک کمیٹی بنائی ہے اور نئے ناموں پر غور ہو رہا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں جو مدت دی گئی ہے وہ پانچ سال ہے اگر 2008 سے ان کا تعین کیا گیا ہے تو 2013 میں ان کی مدت ختم ہو گئی ہے کیا دوبارہ ان کی مدت میں extension کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! انہیں extension دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، سوالات ختم ہو چکے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج Ministry of Information and Culture کے سوال جواب تھے اور information کے

حوالے سے پورے میڈیا کے ہم مشکور ہیں کہ جو پنجاب گورنمنٹ کی activities کو highlight کرتے ہیں اور اسی طرح جو ہمارے artists ہیں وہ ہمارا سرمایہ ہیں جو culture کو promote کرتے ہیں ان کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب نے 2010 میں دو کروڑ روپے سے Artists Fund شروع کیا تھا اس سال گرانٹ کو وزیراعلیٰ پنجاب نے اڑھائی کروڑ روپے کر دیا ہے۔ پہلے ہم 117 لوگوں کو سکالرشپ دیتے تھے اب ہم نے monthly basis پر 143 لوگوں کو سکالرشپ دینا شروع کر دیا ہے کیونکہ وہ پاکستان کا asset ہیں، ہم culture کو promote کر کے پاکستان کے اصل culture کی بحالی کی طرف جانا چاہتے ہیں، میں وزیراعلیٰ پنجاب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہماری خواہش کے مطابق artists fund میں 50 لاکھ کا اضافہ کر دیا ہے۔ شکریہ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور سے شائع ہونے والے اخبارات کی تفصیلات

*2445: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور سے شائع ہونے والے اخبارات کو یکم جولائی 2012 تا جون 2013 صوبائی حکومت نے کتنی مالیت کے اشتہارات دیئے تمام روزناموں کو ملنے والے سرکاری اشتہارات کی مالیت اور شرح کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کی جائے؟

(ب) ان اخبارات کو اشتہار دیتے وقت ان کی اشاعت کو مدنظر رکھا جاتا ہے یا کسی اور معیار کو اور اگر کوئی اور معیار بھی ہے تو وہ کیا ہے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کن کن اخبارات کو سرکاری اشتہارات کی فراہمی روک دی گئی، اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور سے شائع ہونے والے اخبارات کو یکم جولائی 2012 تا جون 2013 ڈی جی پی آر، حکومت پنجاب کی جانب سے دیئے جانے والے اشتہارات کی مالیت کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضمیمہ (الف) میں درج اخبارات کو اشتہارات دیتے وقت ان کی سرکولیشن، باقاعدگی سے اشاعت، مثبت حکومتی سرگرمیوں کی تشہیر، ان کی شہر کے مختلف سٹالز پر دستیابی اور مثبت صحافتی اقدار کی پاسداری کو مدنظر رکھا جاتا ہے اور صرف میرٹ پر اخبارات کو اشتہارات دیئے جاتے ہیں اس کے علاوہ کوئی معیار نہ ہے البتہ زرد صحافت کو فروغ دینے والے اخبارات کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران جن اخبارات کو اشتہارات جاری کئے جا رہے تھے کسی بھی اخبار کو اشتہارات کی ترسیل نہیں روکی گئی۔ البتہ سرکاری محکموں سے کم اشتہارات وصول ہونے پر اخبارات کو ملنے والے اشتہارات کی مقدار میں بعض اوقات کمی ہو جاتی ہے۔

دی بنک آف پنجاب کے بارے میں تفصیلات

*3450: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دی بنک آف پنجاب کب اور کس ایکٹ کے تحت وجود میں آیا؟

(ب) اس بنک کے قیام کے مقاصد کیا تھے؟

(ج) اس بنک کے اس وقت کے اثاثہ جات کی مالیت کتنی ہے؟

(د) یہ بنک کتنی رقم کا کس کس ادارے / فرم کا مقروض ہے؟

(ہ) اس بنک کے ایک کروڑ روپے تک کے قرض نادہندہ کے نام و پتا جات اور ان کے ذمہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

(و) ان کو یہ رقم کس کے احکامات کے تحت دی گئی تھی؟

(ز) یہ بنک یا اس کی انتظامیہ ایک کروڑ روپے تک قرض کن شرائط کے تحت دے سکتی ہے؟

(ح) اس بنک کی انتظامیہ ان ڈیفالٹرز سے رقوم کی وصولی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بنک آف پنجاب، پنجاب پراونشل اسمبلی کے ایکٹ مجریہ 1989 ایکٹ XII آف 1989 کے تحت 30۔جولائی 1989 کو معرض وجود میں آیا۔

(ب) دی بنک آف پنجاب ایکٹ 1989 کے تحت بنک کے قیام کا مقصد صوبہ پنجاب کے اندر بنکنگ کی سہولیات مہیا کرنا ہے۔

(ج) سال 2013 کے اختتام پر بنک آف پنجاب کے کل اثاثہ جات کی مالیت 352,698 ملین روپے ہے۔

(د) سال 2013 کے اختتام پر بنک آف پنجاب کے واجب الادا قرضہ جات مختلف سکیموں میں درج ذیل ہیں:

1۔	سٹیٹ بنک آف پاکستان (ایکسپورٹ ری فنانس)	8,039 ملین
2۔	انٹر بنک منی مارکیٹ بنکس	14,763 ملین
	کل واجب الادا رقم	22,802 ملین

(ہ) تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) تمام قرضہ جات سٹیٹ بنک آف پاکستان کے مجوزہ احکام، 1962 کے بنکنگ قوانین 1984 کے کمپنی آرڈیننس اور ان احکامات اور بنک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی منظور شدہ کریڈٹ پالیسی کے تحت جاری کئے گئے۔ ان قرضوں کی مد میں سکیورٹی بھی لی گئی۔ بنک کے دیئے گئے قرضوں کا باقاعدہ سالانہ آڈٹ بھی کیا جاتا رہا جس کی سٹیٹ بنک، انٹرنل آڈٹ اور ایکسٹرنل آڈٹ نے تصدیق بھی کی ہے۔

(ز) بنک آف پنجاب، حکومت پنجاب کے نمائندہ بورڈ آف ڈائریکٹرز کے احکام اور انتظامیہ کے احکامات کے تحت کام کرتا ہے۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز سے منظور شدہ کریڈٹ پالیسی (جو کہ سٹیٹ بنک آف پاکستان اور باقی قوانین سے ہم آہنگ ہیں) میں موجود ہیں ہر دیا جانے والا قرضہ اسی پالیسی اور اس میں تجویز شدہ دائرہ کار میں رہ کر کریڈٹ کمیٹی منظور کرتی ہے۔ ان ہدایات کی من وعن تکمیل کو ناگزیر بنانے کے لئے اس کو بنک کا انٹرنل آڈٹ، سٹیٹ بنک آف پاکستان کی انسپکشن ٹیم اور ایکسٹرنل آڈٹ سالانہ چیک کرتے ہیں اور یہ رپورٹس بورڈ آف ڈائریکٹرز کو پیش کی جاتی ہیں۔

(ح) بنک آف پنجاب اپنے غیر پیداواری قرضہ جات کی وصولی کے لئے اپنے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی طرف سے طے شدہ پالیسی کے تحت متحرک کوششوں پر عمل پیرا ہے۔ اس سلسلے میں مطلوبہ نتائج کے حصول کے لئے درج ذیل اقدامات کئے جاتے ہیں:

❖ بہتر نتائج کے لئے جملہ پیداواری قرضہ جات ریکوری افسران کی ٹیم میں تقسیم کر دیئے جاتے ہیں جو اپنے متعلقہ ناظم کی راہنمائی میں نادہندگان سے وصولی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔

- نادہندگان کے جملہ کوائف بصیغہ نادہندگی، بنک کھاتہ جات اپنے بنک و دیگر مالیاتی ادارہ جات کے ساتھ جمع کیے جاتے ہیں۔ بنک کے پاس رہن شدہ اثاثہ جات کے تخمینہ جات لگوائے جاتے ہیں تاکہ نادہندہ کے وسائل سے متعلق معلومات محفوظ ہو جائیں۔
- بنیادی رپورٹ بہ ضمن مضبوط، کمزور پہلو، مواقع، حائل دشواریاں تیار کی جاتی ہیں تاکہ ایک مربوط پلان برائے ریکوری طے ہو سکے۔
- نادہندہ کی حیثیت، وسائل، قرض کی رقم، نادہندگی کی وجوہات کا جائزہ لے کر یہ طے کیا جاتا ہے کہ نادہندہ حادثاتی نادہندہ ہے یا دانستہ نادہندگی کا مرتکب ہوا ہے اور اس کے بعد درج ذیل اقدامات کیے جاتے ہیں۔

1. جملہ سیال اثاثہ جات اگر میسر ہوں تو غیر پیداواری کھاتہ میں منتقل کر دیئے جاتے ہیں اور قرض میں سے منہا کر دیئے جاتے ہیں۔
2. نادہندگان کے نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں شامل کروائے جاتے ہیں۔
3. ریکوری ایکٹ 2001 کے تحت نادہندگان کے خلاف متعلقہ عدالتوں میں مقدمات دائر کر دیئے جاتے ہیں۔
4. نادہندگان کے خلاف وفاقی تحقیقاتی ادارہ اور متعلقہ ایجنسیوں کے روبرو شکایات درج کروائی جاتی ہیں۔
5. نادہندگان کے خلاف قومی احتساب بیورو کے روبرو ریفرنس دائر کیے جاتے ہیں۔
6. احتساب بیورو کے روبرو بسلسلہ دیگر قانونی استحقاق شکایات درج کروائی جاتی ہیں۔
7. نادہندگان کے مخفی اثاثہ جات تلاش کروائے جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

گزشتہ پانچ سالوں کے حوالے سے ریکوری جدول درج ذیل ہے:

رقم ملین میں(13–2009)

	اصل زر	منافع	درست شدہ کھاتہ جات	میزان
کارپوریٹ گروپ	19,955	5,398	17,685	43,038
کمرشل گروپ	2,489	567	33	3,089
حارث حیدر گروپ	3,847	– – –	– – –	3,847
میزان	26,291	5,965	17,718	49,974

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا تھا کہ انارکلی میں لگنے والی آگ کے معاملے کو سنجیدگی سے لیا جائے تو آپ نے فرمایا تھا کہ اس پر باقاعدہ سوچ کر جواب دیں گے تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس پر ایک دن بحث کے لئے رکھ لیں کیونکہ جتنا یہ Walled City کا area ہے یہ سارا area لاہور

کا business hub ہے۔وہاں پر جو ہوا ہے اور جتنے لوگوں کی ہلاکت ہوئی ہے یہ تو ہو گئی لیکن آئندہ کے لئے اگر آپ مہربانی کر دیں تو اس پر کچھ تجاویز ہیں جو میں بھی دوں گا اور دوسرے بھی معزز ممبران دینا چاہیں گے۔

جناب سپیکر: جی، اس حوالے سے Walled City والوں کو اور سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو لیٹر بھی بھیجا گیا ہے وہ آکر briefing دیں گے آپ بھی اس میں آئیں، شاید اور بھی کچھ معزز ممبران ہوں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ڈی سی او کو بلائیں اور 1122 والوں کو بلائیں اور اس میں واسا کے لوگ بھی آئیں یہ ضروری ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اس میں ان کو بھی add کر لیتے ہیں۔اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں پہلی تحریک التوائے کار نمبر 14/982 میاں طارق محمود صاحب کی ہے جو کہ پڑھی جا چکی ہے۔اس تحریک التوائے کار کو 2۔جنوری کے لئے pending کیا تھا اس کا جواب آج آنا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! اس کو ذرا غور سے سن لیں۔

گجرات کے پٹوار خانوں میں اندھیر نگری، لاکھوں کی رشوت اور کرپشن کا انکشاف

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔جناب سپیکر! ڈی سی او گجرات نے بذریعہ مراسلہ نمبر 494 مطلع کیا ہے کہ زیر نظر اخباری تراشا اس لحاظ سے درست نہ ہے کہ EASO آپس میں پٹواریوں کے تبادلے معمول کی کارروائی ہے۔ایسے پٹواریوں کی field posting روکی جاتی ہے جس پر کرپشن کا الزام یا کسی کورٹ کے آرڈر ہوتے ہیں کہ ان کو فیلڈ میں نہ لگایا جائے۔ جہاں تک بعض پٹواریوں کے پاس ایک سے زائد حلقہ جات ہیں ان کے بارے عرض ہے کہ تحصیل ہذا میں کل پٹوار سرکل 102 ہیں جبکہ پٹواریوں کی تعداد 82 ہے اور 20 اسامیاں خالی ہیں۔ اس بنا پر بعض پٹواریوں کو ایک سے زائد ملحقہ پٹوار سرکل دے رکھے ہیں تاکہ کام اچھے طریقے سے ہو اور

computerization revenue record بروقت مکمل ہو سکے۔ اضافی حلقہ جات جن کی تعداد سترہ ہے ریونیو افسران حلقہ کی تجویز پر پٹواریان کو دیئے گئے ہیں۔ تبادلوں سے متاثر چند پٹواریوں کو بھی سماعت کیا گیا جنہوں نے کسی قسم کی رشوت یا فیس دینے کی تردید کی ہے۔ جہاں تک پٹواریوں کی کارکردگی اور عوام الناس کی شکایت کا تعلق ہے اس ضمن میں جب بھی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے اس کا فوری ازالہ کیا جاتا ہے اور جو الزامات لگائے جاتے ہیں ان کی حسب ضابطہ انکوائری کرنے کے بعد کارروائی کی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ جو تحریک پیش کی گئی ہے اسی کے متعلقہ ایک دوسری تحریک التوائے کار نمبر 982 بھی ہے اس میں بھی انہی پٹواریوں کا ذکر ہے۔ میں ان دونوں تحریکوں کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ ڈی سی او صاحب نے جو موجودہ latest صورتحال بتائی ہے اس کے مطابق چار اہلکار جن میں مبشر حسین پٹواری حلقہ لنگے والا، لیاقت علی پٹواری حلقہ جسوکے، غلام رسول سیکرٹری یونین کونسل باگڑیاں، محمد اشرف سیکرٹری یونین کونسل بھدر کو معطل کر دیا گیا ہے۔ مزید برآں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر گجرات کو دونوں مذکور پٹواریوں جبکہ کونسل آفیسر ضلع گجرات کو دونوں مذکور سیکرٹری یونین کونسل کے لئے انکوائری آفیسر مقرر کر دیا گیا ہے جو کہ رپورٹ حسب ضابطہ کریں گے۔ ڈی سی او صاحب کی latest رپورٹ کے مطابق یہ انکوائریاں فی الحال pending ہیں اور میں جناب کی وساطت سے قابل احترام محرک اور ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ حسب ضابطہ کارروائی مکمل ہونے کے بعد انکوائری رپورٹ کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ذرا rule 86 پڑھ لیں اور مہربانی کریں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کے لئے ایک منٹ ضرور دیں۔

جناب سپیکر: بس، جواب آ گیا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں، میں ان کے صرف ایک جواب سے اتفاق کرتا ہوں۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ جو پٹواری تحصیل گجرات میں تھے جن کے خلاف کرپشن کا الزام تھا اور ان کی اخبار میں خبر بھی چھپی۔ یونین کونسل کے سیکرٹری کو suspend کر دیا گیا مگر ESO کرپشن کر رہا ہے اسے کوئی پوچھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ اس وقت میرے ہاتھ میں اسی ESO کے خلاف انکوائری رپورٹ ہے۔ یہ جس پٹواری کو لگاتا ہے اگر وہ پٹواری اسے پیسے دیتا ہے تو وہ اسے حلقہ

میں رہنے دیتا ہے اور جو اس کو پیسے نہیں دیتا وہ اس کو حلقے سے ہٹا دیتا ہے۔ اس اخبار کے تحت یہ انکوائری رپورٹ میرے ہاتھ میں ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرا سوال نمبر 3758 ہے اس سوال کے جواب کو آپ پڑھ لیں آپ کو پتا چل جائے گا کہ کتنی کرپشن ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اسی ESO کی وجہ سے تحصیل کھاریاں میں دو ماہ پہلے یہ ہوتا ہے کہ محکمہ خزانہ کا اشٹام نکالنے والا بندہ اور تحصیلدار دونوں جا کر چابی لگاتے ہیں اور خزانہ سے اشٹام نکال کر دن کو دیتے ہیں۔ خزانہ والا بندہ ڈیڑھ کروڑ روپے کے اشٹام نکال کر لے گیا ہے۔ تحصیلدار وہیں کا وہیں ہے اور ESO بھی اُدھر کا اُدھر ہی ہے۔ پٹواری اور یونین کونسل کا سیکرٹری تو ٹارگٹ بن گیا ہے لیکن ESO اور تحصیلدار لوٹ مار کر رہے ہیں اور حکومت خاموش ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس پر ضرور ایکشن لیا جائے۔ میں ایم پی اے وہاں اتنی کرپشن دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتا وہاں لوٹ مار کی انتہا ہے اور میرے پاس یہ سارا ثبوت ہے۔ جو انہوں نے جواب دیا ہے وہ غلط دیا ہے، یونین کونسل کے سیکرٹریوں پر جو الزامات تھے وہ جواب تو ٹھیک ہے لیکن دوسرا جواب بالکل غلط ہے۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! اس میں ESO کو بھی شامل کریں اور ان کی بھی انکوائری کروائیں۔ پٹواریوں کی انکوائری تو ہو گئی ہے لیکن ESO کی بھی انکوائری کروائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! جو انکوائری رپورٹ میاں صاحب کے پاس ہے وہ مجھے دیں انشاء اللہ اس کے مطابق انکوائری ہو گی۔ جس آفیسر کے خلاف شکایت ہو گی اس کی انکوائری ہو گی اور اس کے خلاف کارروائی بھی ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ اس کا serious notice لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): انشاء اللہ نوٹس لیں گے۔

جناب سپیکر: یہ دونوں تحاریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 983 شیخ علاؤالدین کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب تو پڑھ دیا تھا لیکن جناب نے مناسب احکام کے لئے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار expired date والی ہے، میں نے اس تحریک التوائے کار کے بارے یہ گزارش کی تھی کہ فوڈ منسٹر اس کا خود جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل یہ وہی ہے۔یہاں فوڈ منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں، ان سے پوچھ لیتے ہیں۔کیا آپ نے یہ تحریک التوائے کار دیکھ لی ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار مجھے ذرا دکھا دیں، میں ابھی جواب دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ان کو تحریک التوائے کار دی جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو جتنی دیر تک فوڈ منسٹر صاحب تحریک التوائے کار کا مطالعہ کریں میں ایک بات کر لوں؟

جناب سپیکر: پہلے ڈاکٹر صاحبہ کھڑی تھیں۔ڈاکٹر صاحبہ! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تھیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! اس مہربانی کا بہت شکریہ۔راناارشد صاحب سے یہ گزارش ہے کہ کسی بھی ملک کی ثقافت کو highlight کرنے کے لئے فلم انڈسٹری ایک اہم role ادا کرتی ہے۔اس وقت انڈیا کی انڈسٹری پورے زمانے میں چھائی ہوئی ہے اور وہ اربوں روپے کا زر مبادلہ کما رہے ہیں۔ ہماری فلم انڈسٹری بالکل زمین دوز ہو گئی ہے جبکہ عوام کو بھی ذہنی تفریح چاہئے۔سینما گھر بالکل تباہ و برباد ہو کر رہ گئے ہیں، وہاں مارکیٹیں بن رہی ہیں۔اس پر کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے، کوئی اکیڈمی قائم نہیں کی جا رہی ہے جس سے نئے اداکار آئیں ان کو ہم trained کریں اور اچھی معیاری فلمیں بنائیں۔ فلمیں ہی ایک ambassador کا role ادا کرتی ہیں۔دبئی، انگلینڈ اور ہر جگہ پر انڈیا چھایا ہوا ہے۔اب اس وقت جبکہ مسلم لیگ کی حکومت ہے ہمیں کم از کم اپنے پرانے اداکار جیسے صبیحہ خانم اور بابرہ شریف وغیرہ جو legend اداکار ہیں ان کی supervision میں انڈسٹری بنانی چاہئے جہاں پر نئے اداکار تیار کئے جائیں تاکہ فلموں کی destruction روکی جائے۔یہ terrorism اس طرح بھی کم ہو گا جب لوگ تفریح کے لئے picture houses میں جائیں گے اور پاکستان کو زر مبادلہ بھی بہت ملے گا۔اس پر بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ اگر آپ دبئی وغیرہ جائیں تو دل روتا ہے جب اپنی کوئی فلم ہی نہیں لگی ہوتی اور انڈیا کی فلمیں دھڑا دھڑ پیسا کما رہی ہیں لہذا اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ ہماری جو فلم انڈسٹری ہے ہم اس کو بالکل promote کرنا چاہ رہے ہیں۔تقریباً کوئی چار پانچ مہینے پہلے وزیر اعلیٰ نے

فلم انڈسٹری ایسوسی ایشن کے عہدے داروں سے میٹنگ کی اور ان کی ڈیمانڈ پر پنجاب بھر کے سینماؤں پر حکومت پنجاب کا ٹیکس بالکل ختم کر دیا گیا۔ وہ ٹیکس جو گورنمنٹ کو ایک بہت بڑی amount کی صورت میں آتا تھا وہ ہم نے چھوڑ دیا کیونکہ ہم فلم انڈسٹری کو promote کرنا چاہتے ہیں لیکن جو ہمارا سنسر بورڈ ہے وہ کام کر رہا ہے۔ میں اپنے فلم انڈسٹری ایسوسی ایشن اور اپنے آرٹسٹ سے گزارش کروں گا کہ وہ لوکل فلمیں بنائیں۔ ہمیں خوشی نہیں ہوتی جب انڈین یا امریکن فلمیں یہاں آتی ہیں اور سنسر بورڈ میں آتی ہیں۔ ہم تو ان کی بالکل حوصلہ شکنی کرتے ہیں اور انشاء اللہ وزیر اعلیٰ نے ملاقات کی ہے ہم ان کو promote کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ہمارا اثاثہ ہے اور ultimately کام تو یہی لوگ کریں گے پھر ہی فلم انڈسٹری آگے آئے گی۔ ہم تو ان کو facilitate کر سکتے ہیں اور وہ ہم کر رہے ہیں۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ ہمارے بھائی بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے جیسے پہلے فلمیں چلتی تھیں اسی طرح اب چلیں گی کیونکہ آج کا ہمارا جو آرٹسٹ ہے اس میں بڑا فن ہے۔ ہم انڈیا کا مقابلہ بڑے اچھے طریقے سے کر سکتے ہیں اور انشاء اللہ کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ وہ اسمبلی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیا میں نے آپ کو اجازت دی ہے، آپ ایسے نہ کیا کریں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ سے اجازت لے کر یہ بات on record لانا چاہتا ہوں کہ یہ پنجاب کی وہ اسمبلی ہے کہ جب Pakistan Resolution پاس ہوا تو اس کا کیا کردار تھا۔ جن لوگوں نے یہاں پر وہ کام کیا جس کی وجہ سے ہمیں یہ ملک ملا اور آج ان لوگوں کی روحیں تڑپ رہی ہوں گی کہ ہم یہ باتیں کر رہے ہیں۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ یہ جو بات کرتے ہیں کہ انڈین فلمیں یہاں ہمارے سینما ہاؤسز میں چل رہی ہیں جس پر ہم صرف یہ سوچ رہے ہیں کہ ہمیں ریونیو مل رہا ہے، ہمیں شرم آنی چاہئے جس طرح ہمارے جوانوں کو شہید کیا جا رہا ہے، جو کچھ ہندوستان ہمارے ساتھ کر رہا ہے اور ہم ان کی فلمیں دیکھتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ نے دیکھی ہے میں نے تو نہیں دیکھی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے یقین ہے کہ آپ نے نہیں دیکھی لیکن ڈاکٹر صاحبہ سے بھی میرا یہ سوال ہے کہ اگر ہم دبئی جا کے ان کی فلمیں دیکھ کر ہمارا دل رو رہا ہے تو کیا ہمیں اپنی export items دیکھ کر دل نہیں رو رہا کہ ہمارے ساتھ ہندوستان کر کیا رہا ہے؟ یہ بڑی زیادتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر:اب ہم آگے چلتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین:دوسرا اگر کسی نے انڈسٹری کی بات کرنی ہے---

جناب سپیکر:.No, this is irrelevant now جی،فوڈ منسٹر صاحب!آپ فرمائیں۔

محکمہ خوراک کے عملہ کی عدم توجہ کی وجہ سے زائد المیعاد گوشت کی سپلائی کے سکینڈل کا انکشاف

(---جاری)

وزیر خوراک(جناب بلال یسٰین):جناب سپیکر!معزز شیخ صاحب کی جو تحریک التوائے کار کا جواب تو پارلیمانی سیکرٹری نے دے دیا ہے مگر میں نے ابھی جواب پڑھا ہے اور میں bound ہوں،ان کا حکم ہے کہ میں ان کو کچھ بتاؤں۔ان کے دو concern ہیں۔ایک یہ ہے کہ ہلال گوشت کے حوالے سے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے کہ اس پر آئے روز complaints آتی ہیں۔یہ لائیو سٹاک سے related ہے اور میں چونکہ کیبنٹ کمیٹی Chair کرتا ہوں تو مجھے پتا ہے کہ ہم شبانہ روز اس پر کیا کام کر رہے ہیں۔یہ حقیقت ہے کہ ہمارا کئی دفعہ اس طرح کا experience بھی ہوا ہے کہ نہ صرف گوشت کی کوالٹی پر compromise کیا گیا ہے بلکہ حرام جانور کا گوشت بھی ہمیں دیکھنے کو ملا ہے۔ہم نے وہاں پر نہ صرف لاہور میں بلکہ پنجاب کے دور دراز کے علاقوں میں raid کئے ہیں وہ ریکارڈ میرے پاس نہیں ہے مگر اس کی فوٹیج ٹیلیویژن اور اخبار میں بھی کئی بار آئی ہے اور بہت دفعہ ایسا موقع نہیں آیا کہ ہم فوٹیج تیار کروا سکیں۔ہمیں all of sudden رپورٹ ملی اور ہم نے وہاں پر raid کیا۔پچھلے دنوں میرا اتفاق ہوا ایک complaint سرگودھا سے آئی کہ وہاں پر گدھوں کو ذبح کیا جا رہا ہے،میں بغیر کوئی وقت ضائع کئے اور میڈیا manage کئے وہاں پر گیا تو یہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔میں وہاں ڈی پی او اور ڈی سی او ساتھ لے کر گیا اور ان لوگوں کو وہاں سے گرفتار کروایا۔جب آپ لاہور کی specific بات کریں تو یہاں کوئی چھوٹا یا بڑا ریسٹورنٹ شاید ایسا نہیں ہوگا کہ جس کو فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی ٹیم نے visit نہیں کیا۔میں، میری ٹیم اور فوڈ اتھارٹی نے ان کے backyard میں جو کچن ہیں ان کو visit کیا۔ان کے فریزر اور جہاں پر وہ اپنا میٹریل سٹاک کرتے ہیں ان کو visit کیا تو وہاں پر اتنی عجیب حالت تھی کہ شاید آنکھوں سے دیکھ کر ہی انسان یقین کر سکتا ہے۔میں شیخ صاحب کے علم میں لے کر آؤں گا۔مجھے یہ بھی اتفاق ہوا ہے کیونکہ بہت ساری باتیں ایسی کروں گا کہ آپ لوگ ایک ٹائم کے لئے رُک جائیں کہ واقعی یہ سچ بھی ہے یا نہیں۔

میں نے خود دیکھا کہ جو فریزر میں سامان پڑا ہوا تھا وہ میں، آپ اور لاہور میں بسنے والے لوگوں نے کھانا تھا، مجھے وہاں پر ایک پیکٹ ملا تو میں نے پوچھا کہ یہ کس چیز کے لئے رکھا ہوا ہے اور اس میں صرف ہڈیاں تھیں تو اس بندے نے مجھے کہہ دیا کہ وہ صاحب جن کا یہ ہوٹل ہے ان کے گھر کے کتوں کا سامان رکھا ہوا ہے۔ یہ میں کسی گلی یا محلے کے ہوٹل کی بات نہیں کر رہا بلکہ یہ ایم ایم عالم روڈ پر واقع ایک ہوٹل کی بات کر رہا ہوں جو کروڑوں روپے میں خریدے جاتے ہیں۔ ہم نے بکرا عید کا گوشت جس کو گزرے تقریباً مہینے ہو گئے تھے وہ بھی فریزر میں پڑا ہوا دیکھا۔ جب ہم پیچھے کچن میں گئے تو ایسی کوک پیپسی وغیرہ بھی دیکھی کہ جب آپ لوگوں کے ساتھ فیملی اور بچے ہوتے ہیں شاید وہ drink ایک دو sip لینے کے بعد چھوڑ دیتے ہیں تو وہ دوبارہ تین چار drinks کو اکٹھا کر کے آپ کو گلاس میں serve کر دی جاتی ہیں، وہاں پر کوئی تفریق نہیں تھی کہ اگر آپ نے ایک دو bite لی ہیں یا ایک دو bite بچ جاتی ہیں تو وہ ضائع نہیں ہوتیں وہ ساری کی ساری assemble کر کے دوبارہ سے آپ کے سامنے سجا کر پیش کر دی جاتی تھیں یہ اس طرح کے حالات تھے۔ مگر الحمد للہ اگر آپ adulterations کی بات کریں تو اس میں بھی ایک لمبی کہانی ہے کہ گوشت سے لے کر آپ کی مرچوں میں ملاوٹ ہو رہی ہے۔ اس میں بھی بُرادے یا جو چارہ گھوڑے کھاتے ہیں ان کی مرچوں میں mixing کی جا رہی تھی۔ میں نے خود ان جگہوں کے visits کئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ ایوان کے ریکارڈ میں آ جائے اور یہاں پر جو میرے معزز ممبران بیٹھے ہیں ان کے علم میں بھی آ جائے کیونکہ صرف یہ نہیں ہے کہ ہر چیز ٹیلیویژن پر نظر آئے۔ میں نے خود جا کر دیکھا ہے، میرے ساتھ میرا ڈیپارٹمنٹ بھی موجود تھا ہم نے ایک مرچوں کی فیکٹری پکڑی ہے اس فیکٹری کے باہر گھوڑوں کی خوراک تیار کرنے کا بورڈ لگا ہوا تھا اور اندر اچھی خاصی مرچوں کی فیکٹری تھی۔ اس میں جو crushing ہو رہی تھی وہ شاید میں نہیں بتا سکوں گا کہ اس میں کیا کیا crush کیا جا رہا تھا۔ یہ ساری چیزیں آپ کے سامنے ہیں اور اس میں ہمارے ایکشن ہو رہے ہیں اس سے بہت بہتری ضرور آئی ہے کیونکہ یہ mandatory ہے جب فوڈ اتھارٹی اور فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی انسپکشن نہیں ہو گی اس وقت تک اس کو mandatory کیا گیا ہے کہ once in a month's time اس کو ضرور visit کیا جائے۔ اس سے بے پناہ بہتری آئی ہے مگر ابھی بھی بہت زیادہ کام کی ضرورت ہے کیونکہ یہ بگاڑ اتنا پرانا تھا کہ اس میں مزید بہتری کی ضرورت موجود ہے۔ میں آپ کی multinational company کو ضرور سراہوں گا کیونکہ ان میں یہ complaints کم ملی ہیں۔ اس میں ہمیں بہت بڑی political cost بھی pay کرنی پڑی ہے۔ ہم ووٹوں سے اس ایوان میں پہنچتے ہیں اور ووٹوں سے ہی وزیر بنتے ہیں تو یقین

جانئے کہ یہ آسان کام نہیں ہے۔ایک طرف ہمارے معزز ساتھی ہیں ان کا پریشر ہوتا ہے اور ایک طرف ہمارے جو گلی محلے میں سپورٹر ہیں ان کا پریشر ہوتا ہے ہمیں against the wall چلنا ہوتا ہے اور ہمیں ان کی بات نہیں ماننی ہوتی اور state the away ایک ریسٹورنٹ جس کی قیمت دس کروڑ یا پندرہ کروڑ روپے ہے اس کو sealing کے لئے کہہ دیا جاتا ہے اس کے بعد ہمیں کیا سننا پڑتا ہے وہ بھی ہم جانتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم پوری determination کے ساتھ کام کر رہے ہیں ابھی مزید ٹائم لگے گا مگر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ پہلے سے زیادہ بہتری موجود ہے۔لوگوں کو پتا ہے کہ اگر یہاں پر raid ہو جاتا ہے تو ہم پکڑے جاتے ہیں اور کارروائی ہو گی۔اب وہ لوگ جو ریسٹورنٹ میں جاتے ہیں ان کو بھی یہ پتا چل گیا ہے کہ کہاں کہاں کیا ہوتا ہے۔ہم جہاں بھی گئے ہیں وہاں ڈائننگ ہال بھرا ہوتا ہے تو ان کو ہم offer کرتے ہیں کہ آپ یہاں sitting area میں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہاں پر آپ کو ایک مکھی بھی نظر نہیں آتی، مگر آپ اس پر پیسے دینے جا رہے ہیں اور یہاں لاہور میں دو ہزار روپے per head دے رہے ہیں تو یہ آپ کا استحقاق ہے کہ آپ پیچھے جا کر کچن کی حالت دیکھیں۔اس طرح ہوا ہے ایک ہال پورا بھرا پڑا تھا اور میں نے خود جا کر خواتین سے درخواست کی کہ آپ کا یہ استحقاق ہے آپ میرے ساتھ چلیں اور پیچھے کچن دیکھیں کہ آپ باسی اور جوٹھے کھانے کھا رہے ہیں جب وہ پیچھے گئے تو دوبارہ مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی، within no time وہ پورا کا پورا ہال باہر ہوتا ہے اور ہم اس کی sealing کر دیتے ہیں۔اس طرح کی بے شمار مثالیں جو ہم نے set کی ہیں جس کی وجہ سے بہتری کی طرف چیزیں گئی ہیں۔ ان بڑے ریسٹورانوں میں کچھ چیزیں ٹھیک ہوئی ہیں کیونکہ ان کے پاس source تھے، ان کے open used oil جو کہ چار سے چھ مرتبہ استعمال کئے جا چکے تھے وہ پورے شہر سے collect کر کے بیچے جاتے تھے ان پر ٹوٹل پابندی لگا دی ہے۔میں نے آپ کو بتانا ہے کہ آپ جس جگہ بھی جائیں اگر کسی بزنس کو hit کریں گے تو اس کی طرف سے criticism بہت زیادہ آئے گی اور ہم نے یہ بھی سب کچھ کیا ہے۔ Open oil کو اس وقت آپ کے بڑے شہروں میں بکنے کے لئے بہت زیادہ مشکلات کا سامنا ہے اس میں بھی بہت زیادہ examples ہیں ہم نے raids کئے ہیں اور ان کو بند کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو لائیو سٹاک کا بتا چکا ہوں کہ لائیو سٹاک کے لئے سلاٹر ہاؤس بنا ہے اور وہ 1.6 بلین کی amount سے بنا ہے یہ کوئی چھوٹی amount نہیں ہے اس میں state of art وہاں پر جو جانور آتا ہے نہ صرف اس کو apparently دیکھا جاتا ہے بلکہ اگر وہ ذبح ہونے کے بعد بھی اس میں

کوئی بیماری نکلتی ہے تو اس کو بھی وہاں پر waste کر دیا جاتا ہے۔ اس میں بھی ہمیں بہت hue and cry کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ میں بتانا صرف یہ چاہتا ہوں کہ اگر آپ کوئی بھی چیز ٹھیک کرنے جائیں گے تو اتنے پرانے بگاڑ کے بعد پھر وہ چیزیں ٹھیک ہوں تو یہ آسان کام نہیں ہے اس کے لئے بہت بڑی criticism کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ Meat adulteration کے بارے میں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

MR SPEAKER: Let him speak.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! منسٹر صاحب irrelevant جواب دے رہے ہیں۔ میں نے صرف میکڈونلڈ کے بارے میں بات کی ہے کہ 71 ٹن گوشت آیا ہے، میں بات کچھ اور کر رہا ہوں، منسٹر صاحب نے ابھی کہا کہ ووٹوں سے منسٹر بنتے ہیں، ووٹوں سے بنتے ہیں منسٹر؟

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ used cooking oil استعمال ہوتا ہے، یہ بات بالکل اچھی نہیں ہے کہ اس معزز ایوان کے سامنے irrelevant جواب دیا جائے، میرا جناب سے سیدھا سا سوال ہے کہ میکڈونلڈ نے 71 ٹن expired گوشت امپورٹ کیا ہے، حکومت میکڈونلڈ کا ایک outlet بند نہیں کر سکتی، میں اس دن مانوں گا جس دن حکومت نے میکڈونلڈ کو بند کر دیا۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ جو انہوں نے کوکنگ آئل کے بارے میں کی ہے، میں ذمہ داری سے بات کر رہا ہوں کہ used cooking oil جس جانور کا میں اور آپ نام نہیں لے سکتے، صابن کے استعمال کے لئے منگوایا جاتا ہے لیکن وہ اس قوم کو کھلایا جا رہا ہے، میں بڑی simple بات کر رہا ہوں کہ آپ نے میکڈونلڈ کو امپورٹ کی اجازت دی ہے Quarantine Department موجود ہے۔ آپ نے اس کو custom stage پر پکڑنا تھا، وزیر موصوف نے جو کچھ ہوٹلوں یا ریسٹورنٹس میں کیا وہ انہوں نے کیا ہوگا لیکن میری جو تحریک التوائے کار ہے وہ یہ ہے کہ میکڈونلڈ جو کچھ ہمیں کھلا رہا ہے یا جو کچھ کے ایف سی ہمارے ساتھ کر رہا ہے اس سے 236 ملین ڈالر تین مہینوں میں ملک سے باہر گیا ہے اور یہ on record بات ہے۔ میں بالکل مختلف بات کر رہا ہوں، میں نے آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ گزارش اس لئے کی تھی کہ منسٹر صاحب اس کو دیکھ لیں کہ یہ multinational chains جو کچھ ہمارے ملک میں اس وقت ہمارے ساتھ کر رہی ہیں، یہ کوئی مقدس گائے نہیں ہیں کہ ان کو ہم چھوڑ دیں۔ ہندوستان نے صرف یہ کہنے پر، جاپان کی ایک بہت بڑی کمپنی کے جاپانی ایم ڈی نے جا کر یہ کہا کہ ہمارا آپ کے roads پر اس وقت 70 فیصد share ہے، اس نے کہا اچھا آپ کا 70 فیصد

share ہے،اس نے دوسرے دن ٹاٹااور برلا کو بلایااوران سے کہا کہ ان کا 70 فیصد share ہے میں ان کو 30 فیصد پر لاناچاہتاہوں اورآج اس کمپنی کا share صرف 30 فیصد رہ گیاہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتاہوں کہ یہ کوئی اوپر سے اترے ہوئے ہیں،یہاں سے کروڑوں اربوں روپے کمارہے ہیں، ہماری قوم کو کم از کم کھانے کے لئے تو صحیح دیں۔ چلیں اگراس قوم کو نہیں پتاکہ ہم اس ملک کے زرمبادلہ کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں، خدا کے لئے کم از کم بات تو صحیح کریں۔

جناب سپیکر: وہ بات صحیح کررہے ہیں، ہم جو اس وقت سن رہے ہیں،انہوں نے اچھی بات کی ہے کوئی بُری بات نہیں کی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! پلیز آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ یہ کوئی فیشن بن گیاہے کہ ہر بات پر criticism اور ہر بات میں negativity ڈھونڈنی، محترم شیخ صاحب کی جو تحریک التوائے کار تھی اس کا قانونی طور پر جواب پارلیمانی سیکرٹری صاحب دے چکے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ تو انہوں نے دے دیاہے۔۔۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے تو اپنی input House میں ضرور دی ہے، میں اس کا پابند ہوں، میں نے یہ بات کی ہے کہ ہم عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو کر آتے ہیں، اس کے بعد وزیر بنتے ہیں، میں نے کوئی غلط بات نہیں کی اور یہ جو فرمارہے ہیں کہ میں پھر مانوں گا، شیخ صاحب! ہم نے آپ سے نہیں منوانااوپر بھی کوئی ذات بیٹھی ہوئی ہے، ہر بندہ سیاست، سیاست کے لئے نہیں کرتا، آپ کہہ رہے ہیں کہ میکڈونلڈ بند نہیں کیا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ نشاندہی کررہے ہیں، آپ میری بات سنیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! آپ فرمائیں!

جناب سپیکر: انہوں نے جو نشاندہی کی ہے آپ اس کو ضرور چیک کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں انشاء اللہ تعالیٰ کرواؤں گا۔

جناب سپیکر: اس کو بھی ضرور چیک کریں بلکہ آپ اپنی مکمل ٹیم لے کر جائیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یسٰین): جناب سپیکر! میں ضرور کروں گا، میں یہ ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے نشاندہی کی ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یسٰین): جناب سپیکر! میں یہ بات ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے outlet بھی ہم نے seal کئے ہیں بلکہ میں نے خود seal کئے ہیں۔ Nando;s seal ہوا ہے، یہ کہتے ہیں McDonald seal نہیں ہوا، میں کہتا ہوں McDonald seal ہوا ہے، ملٹی نیشنل کمپنیوں کے جتنے بھی ریسٹورنٹس ہیں ان سب کو چیک کیا ہے، میں نے تو focus ہی اس پر کیا ہوا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: جو بھی غلط کام کرے آپ اسے چیک کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یسٰین): جناب سپیکر! میں نے بڑے بڑے outlets کو چیک کیا ہے Subways پر بھی میں نے raids کئے ہیں۔ اگر کوئی چیز وہاں پر ٹھیک ہے تو ٹھیک ہے جو ان کی complaint concerned ہے اس کو بھی چیک کر لیا جائے گا مگر ایسا نہیں ہے، یہ ساری چیزیں جو پبلک کے سامنے آئی ہیں یہ اس سے پہلے کبھی بھی نہیں آئی تھیں۔ ان چیزوں کو ہم نے خود highlight کیا ہے، میں نے خود کہا کہ اتنی adulteration ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ آپ دودھ کو ہی دیکھ لیں بلکہ آپ کے ساتھ ہماری اس سلسلے میں میٹنگیں ہوتی رہی ہیں، کتنا بڑا issue تھا کہ دودھ، گھی کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس میں adulteration نہ ہو، کوئی ایسی چیز بھی ہوگی جس میں شاید adulteration کا element نہ ہو لیکن ہم نے اس سارے معاملے پر action لیا ہے، اس کو ہم نے counter کیا ہے۔ اب اس میں کمی آ گئی ہے، برائی تو جب سے دنیا بنی ہے اور جب تک دنیا رہنی ہے وہ تو رہنی ہے، برائی ختم نہیں ہو سکتی اس کو آپ صرف کنٹرول کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوشش کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یسٰین): جناب سپیکر! ہم اسے کنٹرول کر رہے ہیں، میں نے کبھی بھی یہ کہا اور نہ ہی ایوان میں کہا ہے کہ یہ ساری چیزیں ٹھیک ہو گئی ہیں. All is well نہیں ہے مگر ہم نے اس سلسلے میں efforts کی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس بات پر بات ختم کر دیتے ہیں، وزیر موصوف یہ بتادیں کہ کیا used cooking oil کی امپورٹ ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: اس پر جب آپ سوال دیں گے تو پھر ہم ان سے پوچھیں گے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): آپ اس سلسلے میں fresh question کر لیں میں آپ کو اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اس بات کو رہنے دیں اب ہم Sugarcane پر بحث کرتے ہیں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بی بی! میرے پاس ٹائم نہیں ہے آپ کیا کر رہی ہیں؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں شیخ صاحب کی بات تب مانوں گی جب یہ یوم تکبیر پر ریلی کی قیادت کریں گے۔

سرکاری کارروائی

بحث

گنے کے کاشتکاروں کے مسائل پر عام بحث

جناب سپیکر: ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اب ہم سرکاری کارروائی کو شروع کرتے ہیں، آج کے ایجنڈے پر گنے کے کاشتکاروں کے مسائل پر عام بحث ہے۔ بحث کا آغاز متعلقہ وزیر صاحب کریں گے۔ عام بحث میں حصہ لینے کے لئے میرے پاس کچھ نام آئے ہیں اگر مزید معزز ممبران اپنا نام لکھوانا چاہتے ہیں تو اپنا نام لکھ کر بھیج دیں کیونکہ آج جمعۃ المبارک ہے ٹائم ساڑھے بارہ بجے تک کے لئے ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بحث شروع کرنے سے پہلے اگر مجھے ایک بات کی اجازت دے دیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: کس بات کی اور آج کتنی اجازتیں لینی ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے، مجھے تو اجازت ہے لیکن ویسے میں آپ سے اجازت لے کر پوچھ رہا ہوں۔ جناب سپیکر! اجازت ہے؟ (قہقہہ)

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ انتالیس سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمین، انتالیس پارلیمانی سیکرٹری، وزراء تو چلو بہت مصروف ہیں، اگر یہ خواتین ممبران بھی موجود نہ ہوں تو آپ مجھے بتائیں کہ کیا دس منٹ ایوان چل سکتا ہے؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خود سوچیں کہ ہم گنے کے کاشتکاروں سے ووٹ لے کر آئے ہیں، جو گنا اگاتے ہیں ان کے بُرے حالات ہیں۔ آج اس کے لئے بھی کوئی سننے کے لئے تیار نہیں ہے، مجھے بتائیں کہ ہماری خواتین ممبران کا گنے سے کوئی تعلق ہے، ان کی مہربانی ہے کہ وہ بیٹھی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ بلال یٰسین صاحب آپ تقریر کا آغاز کریں گے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ہم اکٹھے مل کر کر لیں گے۔ میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ پچھلے جمعہ کو بھی ہم نے اس معاملے پر discussion رکھی تھی اس وقت بھی چند ممبران تھے، اس وقت بھی میری submission یہی تھی، اب بھی یہی گزارش کروں گا کہ پانچ چھ دوستوں نے participate کرنا ہوتا ہے ہم consider کریں گے کہ یہ پورے ایوان کی آواز ہے اور ہم اسے note بھی کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ فرمائیں!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! پنجاب گورنمنٹ نے کاشتکاروں اور ملز والوں کی جو ایسوسی ایشن ہے ان کی consensus کے ساتھ گنے کا ریٹ 180 روپے فی چالیس کلو گرام رکھا تھا، اس کے بعد سندھ گورنمنٹ نے بھی اس کا نوٹیفکیشن کیا جس میں گنے کا ریٹ 182 روپے فی چالیس کلو گرام رکھا گیا، یہ تمام چیزیں smoothly چل رہی تھیں crushing season بھی start تھا مگر 3۔دسمبر کو سندھ گورنمنٹ کی طرف سے ایک نوٹیفکیشن ہوا جس میں انہوں نے گنے کی قیمت 155 روپے فی چالیس کلو گرام مقرر کر دی جس کی وجہ سے بڑا hue and cry ہوا۔ مجھے exact date معلوم نہیں ہے، 5۔دسمبر کو اس معزز ایوان میں debate ہوئی اس کے بعد وزیراعلیٰ کو through media request آئی، ایک اپیل آئی کہ اس کو دیکھا جائے کہ پنجاب شوگر ملز ایسوسی

ایشن اور کسان اتحاد کے جو لوگ ہیں انہوں نے through media request دی ہے، اس وقت آپ غالباً بطور گورنر کام کر رہے تھے، آپ نے بھی ایک میٹنگ بلائی، اس سے پہلے آپ کی ہدایت کی روشنی میں وزیراعلیٰ کی میٹنگ ہو چکی تھی جس میں طے یہ ہوا تھا۔ جس دن written request آئی اُسی دن اس کو دیکھا گیا کہ پنجاب کے جو کاشتکار ہیں ان کا بھی concern جائز ہے اور جو شوگر ملز ایسوسی ایشن ہے ان کا بھی concern ٹھیک ہے۔ اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ کاشتکار سے کسی صورت بھی گنا 180 روپے فی چالیس کلو گرام سے کم قیمت پر خرید نہیں کریں گے۔ ملز ایسوسی ایشن کا جہاں تک concern تھا وہ یہ تھا کہ اگر ہم 180 روپے فی چالیس کلو گرام گنا خرید کریں گے تو ہمارے لئے یہ possible نہیں ہو گا کہ صوبہ سندھ میں گنے کی جو خرید 155 روپے فی چالیس کلو گرام ہے اس کو compete کر سکیں۔ انہوں نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ہم تو crushing season start ہی نہیں کر سکتے۔ اس طرح کی situation تھی مگر چونکہ اس معزز ایوان کی recommendations تھیں، آپ کی طرف سے بھی ہدایات آئی تھیں تو وزیراعلیٰ نے جس دن میٹنگ ہوئی same day ہم نے یہ instructions دے دیں کہ پنجاب کی جو 44 شوگر ملیں ہیں وہاں پر گنے کی buying ہر صورت میں 180 روپے فی چالیس کلو گرام ہی ہو گی۔ اس کے لئے ہمیں کسان اتحاد کے جو نمائندے تھے ان کو بھی بلانا پڑا، شوگر ملز ایسوسی ایشن کے ساتھ بھی بیٹھنا پڑا، ان دونوں کے ساتھ الگ الگ اچھی خاصی debate ہوئی، پھر ان دونوں کی آمنے سامنے اکٹھی ایک میٹنگ کروائی گئی تاکہ ان دونوں کا کوئی concern نہ رہے اور اس میٹنگ میں consensus کے ساتھ یہ طے ہوا کہ ہم اس پر عمل کریں گے مگر چند ملز مالکان عدالت میں چلے گئے اور انہوں نے resist بھی کیا کہ ہمارے لئے possible نہیں ہو گا لیکن ہمارے پاس ریکارڈ میں موجود ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے اسی دن یہ instructions جاری ہوئیں کہ ملز 180 روپے فی من کے حساب سے گنا خرید کرنے کے لئے legally bound ہیں اگر کوئی مل ایسا نہیں کرے گی تو ان کے منیجر کو وہاں پر arrest کر لیا جائے گا۔ اس کے بعد چار ملوں نے تھوڑا سا resist کیا، اب جب میں ایوان میں آپ سے بات کر رہا ہوں تو دو ملیں ہیں جہاں پر کرشنگ شروع نہیں ہوئی باقی 42 ملز میں 180 روپے فی من پر گنے کی buying شروع ہو گئی ہے۔ اسی دوران جب سندھ گورنمنٹ پر بہت زیادہ pressure آیا تو انہوں نے بھی تیسرے دن بعد اپنے ہی 155 روپے والے نوٹیفکیشن کو withdraw کر کے 182 روپے کو continue کروا دیا۔ اب تک کی یہ صورتحال ہے کہ اس وقت دو ملیں ہیں جہاں پر ابھی کرشنگ شروع نہیں ہوئی اور 42 ملز میں کرشنگ

شروع ہے۔ میری گزارش ہے کہ یہاں پر کین کمشنر موجود ہیں، میں یہاں پر موجود ہوں، وزیر زراعت بھی موجود ہیں آپ اس پر debate کروالیں اور جو معزز ممبران بھی اس بحث میں حصہ لیں گے ہم ان کے note points کریں گے۔

جناب سپیکر: اپوزیشن کی طرف سے کوئی صاحب بھی نہیں ہے۔ کوئی مسئلہ تو نہیں ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ادھر جاکر بات کرلوں؟

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ ادھر ہی رہیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شیخ صاحب کو ادھر جانے دیں۔

جناب سپیکر: ابھی تک میرے پاس حکومتی بنچوں کی طرف سے چھ نام آئے ہیں اور تین اپوزیشن کی طرف سے ہیں۔ جی، محمد آصف باجوہ صاحب!

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت پورے ملک میں سیلاب اور دوسرے مسائل کی وجہ سے ایک بحران کی کیفیت ہے۔ آج پاکستان اور پنجاب کا کاشتکار بہت زیادہ نقصان میں جا رہا ہے لیکن جس طرح شوگر ملز والوں نے کسان بھائیوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے اور 180 یا 182 روپے فی من ریٹ کی بجائے 150 روپے فی من ریٹ لے کر آئے ہیں اس کے باوجود بھی آج تک زمینداروں کو گنے کی payment نہیں دی گئی۔ میں ایوان اقتدار سے گزارش کروں گا کہ کسانوں کا جو نقصان ہوا ہے، ملز والوں نے جو 180 روپے کی بجائے 150 روپے فی من payments کی ہیں انہیں فوری طور پر compensate کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ جس طرح گورنمنٹ ریٹ مقرر کرتی ہے کہ گنے کا یہ ریٹ ہے چینی کا یہ ریٹ ہے، گندم کا یہ ریٹ ہے، کپاس کا یہ ریٹ ہے اس طریقے سے پاکستان کے کسان کو بچانے کے لئے، پنجاب کے کسان کو بچانے اور ملک کی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ کھاد اور زرعی ادویات کا بھی ریٹ مقرر کیا جائے۔ جو لوگ منافع خور ہیں، جو سٹور کرتے ہیں انہیں کسی بھی قسم کی اجازت نہ دی جائے کیونکہ جب shortage ہوتی ہے تو وہ اپنی مرضی سے ریٹ بڑھا لیتے ہیں جس سے کسان کو نقصان پہنچتا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ کسان کو بجلی سبسڈی ریٹ پر دی جائے اور انہیں ٹیوب ویل کے لئے کم از کم بارہ گھنٹے متواتر بجلی دی جائے تاکہ وہ اپنی فصلوں کو سیراب کر سکیں۔ اس کے

علاوہ ٹریکٹر پر سیلز ٹیکس ہے، زرعی آلات پر زرعی ٹیکس ہے میری استدعا ہے کہ وہ سیلز ٹیکس ختم کیا جائے۔ ٹیکس میں جو بڑھوتری کی جا رہی ہے یا گزشتہ کئی سالوں کا لوگوں کے ذمے جو سیلز ٹیکس بقایا ہے فرض کریں ایک آدمی کو ٹیکس کے زمرے میں لے آتے ہیں جو agricultural implements manufactures ہیں۔۔۔

MR SPEAKER: Order please, Order please.

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزشتہ کئی سالوں سے لوگوں کے سیلز ٹیکس pending پڑے ہوئے ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر کسی شخص نے چار سال تک سیلز ٹیکس نہیں دیا یا انکم ٹیکس نہیں دیا تو اب اس سے گزشتہ چار سالوں کا ٹیکس کس طرح لیا جانا چاہئے؟ وہ کسی طریقے سے نہیں دے سکیں گے۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ عرض کروں گا کہ کسان کو اس بابت باور کرایا جانا چاہئے کہ اس سال ہمارے ملک میں اتنی گندم ہو گی، اتنی دھان کی فصل ہو گی، اتنی کپاس کی فصل ہو گی۔ مگر محکمہ زراعت تو اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر رہا، محکمہ زراعت کو چاہئے کہ وہ سارا bio data collect کر کے ہر یونین کونسل level پر لوگوں کو motivate کرے کہ اس علاقے میں آلو کی فصل ہو سکتی ہے اس لئے یہاں آلو کی فصل کاشت کی جائے۔ اس علاقے میں گنا کاشت ہو سکتا ہے گنا کاشت کیا جانا چاہئے، اس علاقے میں اس سے زیادہ گندم کاشت نہیں کی جانی چاہئے، اس علاقے میں اتنی دھان کی فصل کاشت کی جانی چاہئے۔ میں گزارش کروں گا کہ ارباب اختیار کو اس طرف توجہ دینی چاہئے تاکہ ہمارا ملک جو بنیادی طور پر زرعی ملک ہے وہ ترقی کرے، کسان ترقی کرے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ اگلے مقرر جناب محمد جاوید اعوان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، طارق محمود باجوہ صاحب!

جناب طارق محمود باجوہ: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؁

جناب سپیکر! پاکستان ایک زرعی ملک ہے جس کی 68 فیصد آبادی کا کاشتکار طبقہ سے تعلق ہے اور پاکستان کا کاشتکار، پنجاب کا کاشتکار 25 فیصد زر مبادلہ پیدا کرتا ہے مگر بد قسمتی سے بے آسرا، بے سہارا، مفلوج اور مظلوم ہے۔ حالیہ سیزن میں دھان کا کاشتکار دھان کا fix rate نہ ہونے کی وجہ سے تیس ہزار روپے فی ایکڑ کا نقصان کر چکا ہے۔ اس مڈل مین کی وجہ سے دھان کا کاشتکار اپنی گندم کی بوائی بھی بروقت نہیں کر سکا کاشتکار ڈیڑھ سال میں شدید سردی کی راتوں میں جاگ کر اپنی بیوی اور بچوں کے لئے سانپوں کے

سروں پر پاؤں رکھ کر اپنی فصل کو پانی لگاتا ہے، ڈیڑھ سال محنت کرنے کے بعد گنے کی فصل تیار کرتا ہے اس ڈیڑھ سال میں حیوان چرند پرند اس کا نقصان کرتے ہیں پھر بیس روپے کٹائی اور لوڈنگ کے ادا کرتا ہے اس کے بعد اپنے گنے کی فصل کو مل تک لے جانے کے لئے 15 سے 20 روپے فی من تک کا کرایہ ادا کرتا ہے اور وہاں جا کر اسے 182/180 روپے ریٹ ملتا ہے۔

جناب سپیکر: پنجاب میں 182 روپے کدھر ہے؟

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! 182 روپے ہے۔

جناب سپیکر: پنجاب میں؟

جناب طارق محمود باجوہ جی۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ ذرا دوبارہ پتا کرلیں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! sorry، وہ بھی آپ کی مہربانی ہے کہ اس دن آپ نے ایوان میں بڑا اچھا فیصلہ کیا اور شوگر ملز کو اس بات پر پابند کیا کہ 180 روپے فی من سے کم گنا نہ خریدا جائے اور شام کو ہی وزیر اعلیٰ پنجاب نے notification جاری کر دیا کہ کوئی مل بھی کاشتکار سے 180 روپے فی من سے کم گنا نہ خریدے۔ میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں مگر اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں وہ بات نہ سننا پڑی کہ جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی، یہ اللہ پاک کا خاص کرم ہے۔ آپ ذرا موازنہ کریں کہ مکئی کی فصل کو کسان تین ماہ میں تیار کرتا ہے اس میں کھاد بھی کم ڈالی جاتی ہے، خرچہ بھی کم ہوتا ہے، ٹائم بھی کم لگتا ہے، محنت بھی کم ہوتی ہے لیکن بازار میں اس چارے کی قیمت 160 روپے ملتی ہے اور وہ بھی نقد مل جاتی ہے۔ اس کے بعد برسیم کو دیکھیں کہ پانچ مہینوں میں چار کٹائیاں ہوتی ہیں محنت بھی کم ہوتی ہے، کھاد بھی کم ڈالی جاتی ہے لیکن اس کا چارہ 300 روپے فی من فروخت ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ چری کی فصل دیکھیں کہ اس پر محنت مزدوری بھی کم ہوتی ہے، کھاد بھی کم ڈالی جاتی ہے، پانی بھی کم لگتے ہیں وقت بھی تین مہینے لگتا ہے لیکن کسان اسے 150 روپے فی من نقد میں فروخت کرتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: باجوہ صاحب! یہ آپ کسان کے ساتھ دوستی نبھا رہے ہیں یا کچھ اور کر رہے ہیں؟ آپ مہربانی کر کے گنّے کے کاشتکاروں کے مسائل کی طرف آ جائیں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! میں کسان کے ساتھ دوستی ہی نبھا رہا ہوں اور گنّے کے کاشتکاروں کے مسائل کی طرف آ رہا ہوں۔ گنّے کی فصل پر کسان ڈیڑھ سال محنت کرتا ہے، اس فصل کے

لئے ہل زیادہ چلانا پڑتا ہے، گوڈی زیادہ کرنی پڑتی ہے اور کھاد بھی زیادہ استعمال ہوتی ہے مگر بدقسمتی سے گنّے کی قیمت نہیں بڑھائی جاتی۔ مجھے اس کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی کہ گنّے کی قیمت کیوں نہیں بڑھائی جاتی؟ کسان گنّے کی فصل کو ڈیڑھ سال میں تیار کرتا ہے لیکن اسے اس کی قیمت فی من کے حساب سے 180 روپے ملتی ہے۔ کیا شوگر ملز مافیا اتنا طاقتور ہے کہ وہ ہمیں گنّے کی قیمت نہیں بڑھانے دیتا؟ اس گنّے کی فصل کو تیار کرنے میں کسان کو ڈیرھ سال تک ذلیل و خوار ہونا پڑتا ہے۔ آپ بخوبی واقف ہیں کہ کسان کو گنّے کی فصل پر کتنی محنت کرنی پڑتی ہے مگر جب وہ اپنی فصل کو مل میں لے کر جاتا ہے تو سب سے پہلے اس کے وزن میں کٹوتی کی جاتی ہے۔ 100 من وزن کو 80 من شمار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح payment کے لئے کسان کو سال ہا سال دھکے کھانے پڑتے ہیں۔ شوگر ملوں کے مالکان نے ایک کمیشن مافیا رکھا ہوا ہے جو کہ کسان سے CPR خرید لیتا ہے۔ وہ کسان سے ایک لاکھ کے بدلے دس ہزار خود لیتا ہے اور پھر ان کو payment دیتا ہے۔ اسی طرح کسان کو مہنگی قیمت پر چینی اُٹھانے پر بھی مجبور کیا جاتا ہے۔ کسان کو CPR کے بدلے چیک فراہم کیا جاتا ہے جو کہ قانوناً جرم ہے۔ شوگر ملوں والے چیک فراہم نہیں کر سکتے۔ Sugar Factories Control Act,1950 کے تحت کہیں بھی درج نہیں کہ CPR کے بدلے چیک دیا جائے۔ اس Act میں یہ درج ہے کہ ادائیگی cash میں کی جائے۔ علاوہ ازیں اگر شوگر ملوں کے مالکان اپنی ادائیگی پندرہ دن کے اندر نہیں کرتے تو انہیں اصل رقم کے ساتھ گیارہ فیصد mark up بھی دینا ہوگا۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب! نوٹ فرمائیں۔ معزز ممبر نے point out کیا ہے کہ گنّے کے وزن میں کٹوتی کر کے 100 من وزن کو 80 من کر دیا جاتا ہے۔ اس کا notice لیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! جی، بہتر ہے۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! شوگر ملوں کی طرف سے گنّے کے کسان کو سال 14-2013 کی فصل کی ابھی تک ادائیگی نہیں ہوئی۔ میری یہ گزارش ہے کہ Sugar Factories Control Act,1950 میں ترمیم کی جائے۔

جناب سپیکر: یہ ترمیم تو آپ نے کرنی ہے۔ یہ اختیار تو اس ایوان کا ہے۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! اگر آپ حکم کریں گے تو اللہ کے فضل و کرم سے اس Act میں ترمیم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: میں کیسے حکم کروں؟ یہ تو آپ کا اختیار ہے اور اگر آپ اس میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں وہ اس بات کو نوٹ کریں اور اس Act میں ترمیم کرنے کے بارے سوچیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ CPR کو چیک کا درجہ دلوانے کے لئے قانون بنایا جائے۔ ہر شوگر مل کے گیٹ کے باہر کمپیوٹر کانٹا لگایا جائے۔ کسان وہاں سے گنّے کا وزن کروانے کے بعد مل کے اندر جائے تاکہ اس کو مل کے اندر پورا وزن مل سکے۔ اس طرح کسان ناجائز کٹوتی سے بچ جائے گا اور وہ خوشحال ہو سکے گا۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ گنّے کی قیمت بھی بڑھائی جائے۔ کین کمشنر اور ڈی سی او صاحبان کے ماشاءاللہ اختیارات تو بہت ہیں لیکن انہیں یہ اختیارات استعمال کرنے کی اجازت بھی دی جائے تاکہ وہ شوگر ملز مافیا پر ہاتھ ڈال سکیں۔

جناب سپیکر: جس کے پاس اختیارات ہوتے ہیں وہ انہیں استعمال کرنا بھی جانتا ہے۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! اگر کین کمشنر اور ڈی سی او صاحبان اپنے اختیارات استعمال کریں تو گنّے کے کاشتکار ذلیل و خوار نہ ہوں۔ کسان سال 14-2013 والے چیک لے کر دھکے کھا رہے ہیں لیکن اُن کو ادائیگی نہیں ہو رہی۔ آج شوگر ملز مافیا اتنا زیادہ مضبوط ہے کہ وہ کسی کی بات سُننے کو تیار نہیں۔ کین کمشنر پنجاب تمام شوگر ملوں سے پندرہ دنوں کا حساب منگوایا کریں کہ انہوں نے کتنا گنّا خریدا اور کتنی ادائیگی کی ہے تاکہ ادائیگی میں بہتری آ سکے۔

جناب سپیکر! میری اگلی گزارش یہ ہے کہ شوگر ملوں نے گنّے کے کاشتکاروں کو ابھی تک 14-2013 کی payment نہیں کی ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ کاشتکاروں کو یہ payment فوری دلوائی جائے اور اس کے ساتھ گیارہ فیصد mark up بھی لے کر دیا جائے۔ Sugar Factories Control Act 1950 کے مطابق شوگر ملوں کے مالکان کو ہر پندرہ دن کے بعد payment کرنے کا پابند کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اب تشریف رکھیں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! اگر مجھے دو منٹ مزید وقت دے دیتے تو اچھا ہوتا۔

جناب سپیکر: نہیں، ابھی دوسرے معزز ممبران نے بھی اس پر بات کرنی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب جناب امجد علی جاوید صاحب بات کریں گے۔

جناب امجد علی جاوید: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔جناب سپیکر! آج ہم ایوان میں پنجاب کے ایک انتہائی اہم مسئلہ کے حوالے سے بحث کر رہے ہیں جس کو پاکستان اور خصوصاً پنجاب کا کسان face کر رہا ہے۔ پچھلے دنوں بھی اس ایوان نے اس مسئلہ میں intervene کیا تھا۔جب کسان کا استحصال ہونے جا رہا تھا تو اس ایوان کی intervention کی وجہ سے نہ صرف پنجاب بلکہ سندھ کے کسانوں کو بھی relief ملا تھا۔

جناب سپیکر! پاکستان کے اندر کسان وہ مظلوم طبقہ ہے جس کو آج بھی سب سے کم مزدوری ملتی ہے۔کسان کی اوسطاً مزدوری ایک لیبر کی نسبت کم ہے۔یہ وہ طبقہ ہے جو کہ اپنا خون پسینا بہا کر ہمارے لئے اناج پیدا کرتا ہے لیکن بدقسمتی سے یہ اپنی پیداوار یا جنس کی قیمت کے تعین پر کوئی اختیار نہیں رکھتا۔جب کسان کی فصل اس کے پاس ہوتی ہے تو اس کی قیمت کم ہوتی ہے اور جونہی یہ فصل ذخیرہ اندوزوں کے پاس پہنچتی ہے تو اس کی قیمت بڑھ کر کئی گنا ہو جاتی ہے۔کسان کو اس کی محنت کا پورا پھل نہیں ملتا۔گنّے کی کاشت سے لے کر برداشت تک اور ملوں تک پہنچانے میں کسانوں کو بے شمار مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن اس کو فصل کا معاوضہ اس کی محنت کے مطابق نہیں ملتا۔کسان کی فصل کی قیمت کا تعین حکومت وقت کرتی ہے۔کنڈے پر اس کا حق مار لیا جاتا ہے۔پچھلے کئی سالوں سے گنّے کے کسانوں کو ایک اہم مسئلہ درپیش ہے، شوگر ملوں کے مالکان نے ایک نئی روش اختیار کر لی ہے کہ وہ کسانوں کا پیسا روک کر اس سے نہ صرف منافع کماتے ہیں بلکہ اپنی چینی کو بھی in advance فروخت کر لیتے ہیں۔ شوگر ملوں کے مالکان تاجروں سے ایک ایک سال کی advance payment لے چکے ہوتے ہیں لیکن دوسری طرف کاشتکار کو اپنی فصل کی payment کے لئے سالوں انتظار کرنا پڑتا ہے اور بنکوں کے دھکے کھانے پڑتے ہیں۔اس پر مزید ظلم یہ ہے کہ اس شوگر ملز مافیا نے اپنے ایجنٹ رکھے ہوئے ہیں جو کاشتکاروں کی مجبوریوں کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے ان سے CPR خرید لیتے ہیں۔یہ ایجنٹ کسانوں کو نقد ادائیگی کا لالچ دے کر ان سے 10 سے 15 فیصد کم قیمت پر CPR خرید لیتے ہیں جس سے کسان کا معاشی استحصال ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ حکومت کی طرف سے ایسے اقدامات اُٹھائے جائیں کہ جس سے کسان ان مسائل سے نجات حاصل کر سکے۔کسان کو جو inputs درکار ہوتی ہیں ان پر اس کا کوئی اختیار نہیں ہوتا، اسے بیج مہنگا ملتا ہے، اسے کھاد مہنگی ملتی ہے اور اسے زرعی ادویات مہنگی ملتی ہیں لیکن جب کسان کی فصل آتی ہے تو اس کی قیمت کے تعین پر بھی اسے کوئی اختیار حاصل نہیں ہوتا۔یہ

ضروری ہے کہ اس ایوان کے اندر اس حوالے سے کوئی قانون سازی کی جائے۔ ہمارے پڑوسی ملک کے اندر کاشتکاروں کی انجمنیں موجود ہیں اور ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی فصل کو روک سکتے ہیں اور سٹور کر سکتے ہیں۔ یہاں ایک تجویز آئی تھی کہ جس شخص کے پاس CPR ہو اسے دس یا پندرہ دن بعد بنک ادائیگی کا پابند ہو۔ وہ جس بنک میں CPR لے کر جائے وہ بنک اُس کی ادائیگی کرے اور CPR جاری کرنے والی ملز کے account کو debit کرے اور وہ اُس سے 15 یا 18 فیصد charge کرے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ شیخ علاؤالدین صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے پتا ہے میں آپ کو ضرور ٹائم دوں گا That is my commitment with out. آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی باری آئے گی تو میں آپ کو ٹائم دوں گا ناں؟

کورم کی نشاندہی

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں کورم point out کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے، پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے تو ہم پندرہ منٹ کے لئے اجلاس adjourn کرتے ہیں اور میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ دونوں طرف کے معزز ممبران خود بھی کاشتکار ہیں اور کاشتکاروں کے نمائندے بھی ہیں لیکن آپ نے گنے پر بحث کے دوران کورم point out کر دیا۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(پندرہ منٹ کے وقفہ کے بعد 12 بج کر 12 منٹ پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس بروز پیر مورخہ 5۔جنوری 2015 سہ پہر 3:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔